صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعة المبارک مورخہ 04 دسمبر 2020ء بمطابق 18 ربیع الثانی 1442 ہجری صبح گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، مشتاق احمد غنی مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۔

(ترجمہ): اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔ پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو، شاید کہ تمھیں فلاح نصیب ہو جائے۔ اور جب انہوں نے تجارت اور کھیل تماشا ہوتے دیکھا تو اس کی طرف لپک گئے اور تمھیں کھڑا چھوڑ دیا ان سے کہو، جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ و آخر الدعوانا أن الحمد للہ رب العلمین۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ جی فضل الہیٰ صاحب۔

رسمی کارروائی

جناب فضل الہیٰ: تھینک یو جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ویسے تو ہم بحیثیت مسلمان اور پاکستانی دنیا میں جہاں پر بھی دہشتگردی ہوتی ہے ہم اسے Condemn کرتے ہیں لیکن بالخصوص جہاں ایران میں سائنس دان کو قتل کیا گیا ہے اس کی ہم بھرپور، مذمت کرتے ہیں اور آپ سے ریکویسٹ بھی کرتا ہوں سپیکر صاحب، اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ میں نے ایک قرارداد جمع کی ہے جو کہ وقت کی اہم ضرورت ہے سنی اور شیعہ کے درمیان جو معاملات ہیں اور جو ایک عجیب سے حالات بنے ہوئے ہیں، اس میں میرے خیال میں دونوں کے درمیان جو فضاء ہے وہ ان شاء اللہ بہتر ہو جائے گی اور جو قرارداد ہے میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ وہ بھی فلور پہ لائی جائے۔ شکریہ سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی نگہت اورکزئی صاحبہ۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: تھینک یو جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب، ایک بہت ہی مدبر، ایک بہت سلجھے ہوئے اور ایک بہت ہی زیادہ Honest ہمارے سابقہ پرائم منسٹر جن کے ساتھ ہماری اور آپ کی بھی یادیں وابسطہ ہیں چونکہ ہم نے ان کے ساتھ کام کیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ ایسا سیاستدان جو ختم نبوت پہ یہ کہہ کر اپنی سیٹ چھوڑ دیں کہ میں سینتیس سال سے روضہ رسول ﷺ پہ حاضری دے رہا ہوں تو میں کس منہ سے حاضری دوں گا، اگر میں اس ختم نبوت کے فیصلے کے خلاف یہاں پر بیٹھا ہوں۔ تو آج وہ عظیم ہستی ہم سے جدا ہو گئی اور اس نے پھر دوبارہ اسمبلی کا رخ نہیں کیا۔ تو ایسے ہوتے ہیں سیاستدان، ایسے سلجھے ہوئے مدبر سیاستدان اور اس کے علاوہ جتنے بھی ہمارے لوگ وفات پا چکے ہیں مسلمان، مسلمان عورتیں، مسلمان مرد، مسلمان بچے تو ان سب کے لئے میں چاہوں گی اور جمالی صاحب کے لئے اگر ہر پارٹی سے، ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب کو بھی موقع دیا جائے کہ وہ بھی اس پہ بات کریں کیونکہ جمالی صاحب اپنے آپ میں ایک شخصیت تھی تو اس کے لئے دعا بھی کرائی جائے اور ہر پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کو موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اکرم خان درانی صاحب۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر صاحب، آپ کا شکریہ۔ یقیناً جی ظفر اللہ جمالی صاحب جب میں چیف منسٹر تھا وہ وزیراعظم تھے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیت دی تھی اور بڑا مشکل

وقت تھا وہاں پر ایک ڈکٹیٹر کے ساتھ وہ بھی وزیر اعظم تھے اور اس وقت میں بھی چیف منسٹر تھا لیکن جمالی صاحب کی اپنی شخصیت تھی اور سیاسی بصیرت تھی کہ ہم نے ان کے ساتھ مل کر اس ملک کی ڈیویلپمنٹ کے لئے اور خاص کر ہمارے صوبے کے لئے جمالی صاحب نے جتنا ساتھ دیا تھا اور جتنے بھی ایسے ایشوز تھے جس طرح ہمارے بجلی کے منافع کی بہت پہلے سے ایک اس طرح بندش تھی کہ ہمیں صرف چھ ارب روپے مل رہے تھے اور جب میں نے ان سے بات کی کہ ہمارے صوبے کے ساتھ ظلم ہے، آپ بلوچستان کے ہیں اور اس ایریا سے ہیں کہ آپ کے ساتھ بھی ہمیشہ ظلم ہوا ہے تو یقین جانیئے اس نے ایک کمیشن تشکیل دیا جس میں دو ممبر میں نے دیئے، دو واپڈا کی طرف سے آئے اور ایک پینل کا چیئر مین، آپ خود بھی اس گورنمنٹ میں یہاں پر ایم پی اے تھے اور اللہ تعالی نے اس کے تعاون سے اس صوبے کو 110 ارب روپے اور 6 سے پھر 20 بلین پہ وہ قدغن جو تھی وہ بھی ختم ہوئی اور اس طرح پھر صوبے میں گیس کے حوالے سے جو خصوصاً ہمارے جنوبی اضلاع میں گیس کی پیداوار ہوئی تو اس پہ بھی میں نے ان سے بات کی الگ کمرے میں کہ آپ ناراض نہ ہوں، اس وقت میں اس پائپ کو باہر دوں گا جب میرے صوبے میں وہ ہر جگہ پہنچے تو اس پر بھی میرا ساتھ دیا۔ بہت بڑے قد کا آدمی تھا، ہم دعا گو ہیں ان کے لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس نصیب کرے اور اس کے خاندان سے اس سے پہلے بھی پاکستان بننے کے وقت بھی بہت سی خدمات ہیں ان کے باپ کے، ان کے خاندان کے تو ہم دعا گو ہیں ان کے لئے اور خصوصی طور پر پھر جب عنایت اللہ خان بھی بات کریں گے اور ہمارے Colleague جو تھے ڈاکٹر ذاکر اللہ خان وہ بھی فوت ہو چکے ہیں تو ان کے لئے مغفرت کی دعا کی جائے کیونکہ وہ اس اسمبلی کے رکن رہے ہیں۔ اگر دعا ہو جائے تو میرے خیال میں بڑی اچھی بات ہے اور ایک ہمارے فضل شکور صاحب بیٹھے ہیں، میں نے تو فون پر بات کی تھی اور بیٹا بھی ادھر گیا تھا جنازے میں، تو اس کی Wife بھی فوت ہو گئی ہے تو اگر ان کے لئے بھی مشترکہ دعا کی جائے تو اچھی بات ہو گی۔

<u>جناب سپیکر</u>: جناب عنایت اللہ خان صاحب۔

<u>جناب عنایت اللہ</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ ایک تو ظفر اللہ جمالی صاحب پاکستان کے پرائم منسٹر رہے ہیں، میں بھی اپنے اور پارٹی کی طرف سے ان کی وفات پر تعزیت کا اظہار بھی کرتا ہوں اور ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں، وہ ایک متوازن سیاستدان تھے، سنجیدہ سیاستدان تھے اور ایک چھوٹے صوبے اور محروم صوبے کے پہلے اور آخری وزیر اعظم تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک لحاظ سے وفاق کی علامت

تھے یعنی چھوٹے صوبوں کو جب پرائم منسٹر شپ ملتی ہے تو اس سے وفاق اور Federation Strengthen ہوتی ہے۔ تو ہم اس پہ بھی افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ فضل شکور خان ہمارے بھائی ہیں ہمارے ایم پی اے ان کی Wife کی Death پر بھی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور ڈاکٹر ذاکر اللہ صاحب تین مرتبہ اس ایوان کے رکن رہے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب ایم ایم اے کے دور میں آپ خود بھی ممبر تھے اس معزز ایوان کے، اس وقت ایک بڑے Active Member رہے ہیں، سرگرم ممبر رہے ہیں۔ بعد میں 2008 میں بھی وہ ممبر رہے ہیں اور 1990 بھی رہے ہیں۔ تین مرتبہ وہ خود بھی ممبر اور ان کے والد صاحب بھی اس معزز ایوان کے رکن رہے ہیں، وہ بھی انتہائی سنجیدہ، شریف النفس انسان تھے تو ہم ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت بھی کرتے ہیں۔ اگر کوئی دوسرا ساتھی بات نہیں کرتا ہے تو آپ کی اجازت سے پھر ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ:</u> سر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

<u>جناب سپیکر:</u> سردار یوسف صاحب۔ چلیں اس کے بعد آپ کریں۔

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ:</u> سر! اس کے بعد۔

<u>سردار محمد یوسف خان:</u> جناب سپیکر، میر ظفر اللہ خان جمالی مرحوم کا خاندان جس طرح تحریک پاکستان کے وقت میں انہوں نے تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور پاکستان کی حمایت کی اور ان کی جو خدمات ہیں پاکستان کی تعمیر و ترقی کے لئے ناقابل فراموش ہیں۔ جب سے میر صاحب وزیر اعظم بنے تو میرا بھی ان کے ساتھ ایک تعلق رہا اور میں نے ان کو ایک مدبر سیاستدان، منجھے ہوئے سیاستدان کے طور پر پایا اور بڑے معاملہ فہم بھی تھے۔ انہوں نے پاکستان کے لئے بطور وزیر اعظم جو خدمات سرانجام دیں، وہ واقعی قابل ستائش ہیں، ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے بھی ان کی وفات پر تعزیت کرتا ہوں اپنی طرف سے اور اسی طریقے سے ڈاکٹر ذاکر اللہ خان جو فوت ہوئے، ان کے خاندان کے ساتھ بھی تعزیت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے۔ جو ہمارے Colleague کی اہلیہ فوت ہوئی ہیں، ان کی بھی تعزیت کرتے ہیں، تو ایسے لوگ جناب سپیکر، دنیا میں ہر شخص ہمیشہ سے نہیں رہتا لیکن جو اگر آتا ہے جس کی خدمات عوام کے لئے، انسانیت کے لئے، ملک و قوم کے لئے ہوتی ہیں وہی لوگ زندہ رہتے ہیں۔ تو یہ ایسے لوگ جس طرح کے میر صاحب تھے، ان کی خدمات

ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی اور واقعی ایک چھوٹے صوبے سے پہلے وزیر اعظم کے طور پر پاکستان میں انہوں نے اپنی ایک شناخت کرائی، اس پر ہم ان کی جو خدمات ہیں اس کا اعتراف کرتے ہوئے ان کو خراج عقیدت بھی پیش کرتے ہیں، خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے۔ جتنے بھی مرحومین ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

<u>جناب سپیکر:</u> امین۔ تھینک یو۔ خوشدل خان صاحب۔

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ:</u> بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سپیکر صاحب، آپ کا شکریہ۔ آج جس طرح میرے دوستوں نے بات کی ظفر اللہ جمالی صاحب جو سابقہ وزیر اعظم پاکستان رہ چکے ہیں۔ سر! ان کے ساتھ ہماری ایک دفعہ ملاقات ہوئی تھی جب میں یہاں پختونخوا کی طرف سے سروس لائرز ایسوسی ایشن کا سینیئر نائب صدر تھے، تو جب ان کے ساتھ ہم نے پرائم منسٹر ہاؤس میں ملاقات کی، جب ہم نے مطلب ہے اخلاقیات، ان کی شفقت اور ان کی جو مہربانی دیکھی تو دل روتا ہے کہ ایسے وزیر اعظم بھی رہ چکے ہیں، جن کی قوم کے ساتھ محبت ہے، اس ملک کے ساتھ محبت ہے۔ تو ہماری دعا ہے، میں اپنی پارٹی اور پارٹی قائدین کی طرف سے ان کی وفات پر تعزیت کرتا ہوں اور ڈاکٹر ذاکر اللہ جو ہمارے ساتھ ایم پی اے رہ چکے تھے، اچھے ملنسار آدمی تھے، اچھی شخصیت کے مالک تھے اور اس طرح ہمارے جو ساتھی ہیں، فضل شکور صاحب کی جو زوجہ فوت ہو چکی ہیں، ہم نے وہاں تو حاضری بھی لگائی ہے۔ تو ہماری سب کی یہ دعائیں ہیں کہ جتنے بھی فوتگیاں ہوئی ہیں، بڑے اور چھوٹے ہیں سب کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس نصیب کرے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ تھینک یو سر۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو۔ شوکت یوسفزئی صاحب۔

<u>جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر برائے محنت وثقافت):</u> بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، میر ظفر اللہ جمالی صاحب کو یہاں سب نے خراج تحسین پیش کیا اور اپوزیشن کی طرف سے، گورنمنٹ کی طرف سے بھی میں چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے انہوں نے سیاست کی اس ملک کے اندر، یعنی کبھی ان کی سیاست میں یہ نظر نہیں آیا کہ وہ Aggressive ہو کر کام کریں۔ بڑی سنجیدگی کے ساتھ، بڑے ایک محب وطن کی حیثیت سے انہوں نے Politics کی ہے اور عوام کی خدمت کی ہے۔ بحیثیت وزیر اعظم بھی ان کا Role بڑا اچھا رہا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ خراج تحسین کے لائق ہیں۔ اللہ ان کی مغفرت کرے اور میں چاہتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے سیاست کی اگر اس طرح کی سیاست، اسی طرح اگر ہم اپنے رویے

اپنائیں اور بردباری اور سنجیدگی اور ساتھ ساتھ جو لوگوں کے لئے درد رکھنا۔ اگر اس طری کی سیاست ہوگی تو جناب سپیکر، یہ اس ملک کے لئے بھی اچھا ہوگا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی جو موت ہے، ایک اچھے سیاستدان اور ایک اچھے انسان اور ایک اچھے محب وطن پاکستانی سے یہ قوم محروم ہوئی ہے۔ اللہ ان کی مغفرت کرے۔ بہت بہت شکریہ۔

<u>جناب سپیکر:</u> حافظ عصام الدین صاحب! دعا کروادیں پلیز۔ میر ظفر اللہ جمالی صاحب کے لئے، ڈاکٹر ذاکر صاحب کے لئے اور فضل شکور صاحب کی زوجہ صاحبہ کے لئے۔

(اس مرحلہ پر مرحومین، سابق وزیر اعظم میر ظفر اللہ خان جمالی، سابق ایم پی اے خیبر پختونخوا اسمبلی ڈاکٹر ذاکر اللہ خان اور ایم پی اے فضل شکور کی اہلیہ کی ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

<u>Mr. Speaker</u>: 'Question hours': Question No. 8997, Mr. Khushdil Khan.

* 8997 _ <u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ:</u> کیا وزیر آبنوشی ارشاد فرمائیں گے:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ سال 2013 سے 2018 کے دوران PK-70 اور 71 میں ٹیوب ویلز کو سولر سسٹم میں تبدیل کیا گیا ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ حلقوں میں کتنے ٹیوب ویلز کو سولر سسٹم میں تبدیل کیا گیا ہیں، ان میں کتنے چالو اور کتنے کب سے خراب حالت میں ہیں، تفصیل فراہم کی جائے۔ نیز مذکورہ حلقوں میں رہ جانے والے ٹیوب ویلز کو بھی سولر سسٹم میں تبدیل کرنے کا ارادہ ہے، اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

<u>جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ):</u> PK-70 اور 71 میں مندرج ذیل ٹیوب ویلز سولر سسٹم میں تبدیل کئے گئے ہیں:

PK-71		PK-70	
واٹر سپلائی سکیم اضاخیل فضل خیل۔	01	واٹر سپلائی سکیم سوڑیزئی پایان ماما خیل۔	01
واٹر سپلائی سکیم دروازگی۔	02	واٹر سپلائی سکیم ٹیلابند اینڈری۔	02
واٹر سپلائی سکیم یوسف خیل (بادام شیر ٹیوب ویل)۔	03	واٹر سپلائی سکیم شیخو گڑھی۔	03

واٹر سپلائی سکیم ناکبند (امداد ٹیوب ویل)۔	04	واٹر سپلائی سکیم گڑھی بنات۔	04
واٹر سپلائی سکیم خرخرئی۔	05	واٹر سپلائی سکیم بادشاہ خیل بڈھ بیر۔	05
واٹر سپلائی سکیم غالب خیل۔	06		
واٹر سپلائی سکیم شریکیرہ نمبر2۔	07		

تمام سکیمز چالو حالت میں ہیں۔

ہاں مذکورہ حلقوں میں رہ جانے والے صرف فزیبل ٹیوب ویلز کو مرحلہ وار سولر سسٹم میں تبدیل کرنے کا ارادہ ہے۔ مراد ایسے ٹیوب ویلز جن کے ساتھ سولر پینلز لگانے کے لئے کافی جگہ موجود ہو۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: سپیکر صاحب!

Mr. Speaker: Answer may be taken as read.

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: بس میں پڑھ چکا ہوں، ٹھیک ہے میں اس سے مطمئن ہوں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ کوئسچن نمبر 9130، جناب صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب، Lapsed۔ کوئسچن نمبر 9263، جناب سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب، Lapsed۔ کوئسچن نمبر 9318، جناب فیصل زیب صاحب، Lapsed۔ کوئسچن نمبر 9351، جناب حافظ عصام الدین صاحب۔

* 9351 _ حافظ عصام الدین: کیا وزیر آبنوشی ارشاد فرمائیں گے:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ سابقہ فاٹا میں ٹیوب ویلز کو خیبر پختونخوا حکومتی پالیسی کے مطابق پوسٹیں دینے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو سابقہ فاٹا ٹیوب ویلز کو خیبر پختونخوا پالیسی کے مطابق پوسٹیں دینے کے لئے کیا اقدامات اٹھائیں گئے ہیں اور اگر نہیں اٹھائے تو کب تک پوسٹوں کی منظوری دی جائے گی۔ تفصیل فراہم کیا جائے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) سابقہ فاٹا میں 1995 تک ٹیوب ویلز پر مرکزی حکومت کی طرف سے پوسٹیں دی جاتی تھیں مگر 1995 میں سوشل ایکشن پروگرام (SAP) پالیسی آنے کے بعد مکمل شدہ ٹیوب ویلز کو چلانے اور ان کی مرمت و دیکھ بھال وغیرہ کی ذمہ داری متعلقہ ویلج ڈیویلپمنٹ آرگنائزیشنز (VDOs) پر ڈال دی گئی ہے جو کہ ابھی تک جاری ہے۔

(ب) چونکہ سابقہ فاٹا کو خیبر پختونخوا میں شامل کر دیا گیا ہے مگر تاحال اس بارے میں حکومت کی طرف سے ضم شدہ قبائلی اضلاع میں مکمل شدہ VDOs ٹیوب ویلز پر پوسٹوں سے متعلق کوئی نئی پالیسی لاگو نہیں کی گئی۔

حافظ عصام الدین: بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ "کیا وزیر آبنوشی ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ فاٹا میں ٹیوب ویلز کو خیبر پختونخوا حکومتی پالیسی کے مطابق پوسٹیں دینے کے لئے اقدامات کئے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو سابقہ فاٹا میں ٹیوب ویلز کو خیبر پختونخوا پالیسی کے مطابق پوسٹیں دینے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور اگر نہیں اٹھائے گئے اقدامات، تو کب تک پوسٹوں کی منظوری دی جائے گی، تفصیل فراہم کی جائے"۔۔۔۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! ایک منٹ، منسٹر صاحب آج وہ، آپ جواب دیں گے انہوں نے تو کہا تھا کہ ان کو ڈیفر کروالیں۔ ?Are you ready to answer۔

جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون): جی ہاں۔

جناب سپیکر: اوکے، ٹھیک ہے جی، حافظ صاحب کے سوال کا جواب دیں۔ جی سلطان خان صاحب!

وزیر قانون: سر! یہ انہوں نے پوچھا ہے کہ Basically، سر! جو حافظ صاحب کا کوسچن ہے، وہ یہ ہے کہ ان ٹیوب ویلز کے اوپر ملازمتوں کے حوالے سے ابھی کیا پالیسی آگے آئے گی، تو اس میں یہ ہے کہ 1995 تک تو سر، یہ فیڈرل گورنمنٹ پوسٹیں دیتی تھیں لیکن 1995 کے بعد یہ ایک پروگرام ہے جی سوشل ایکشن پروگرام، اس کی پالیسی کے آنے کے بعد اس کو چلانے اور اس کی مرمت و دیکھ بھال کرنے کے وہ سر، وہاں پر لوکل بنتے ہیں ولیج ڈیویلپمنٹ آرگنائزیشنز تو وہ چلاتے ہیں یہ ٹیوب ویلز، اکثر چونکہ سابقہ جو فاٹا تھا وہ خیبر پختونخوا ابھی ایک صوبہ ہو گیا ہے تو انہوں نے اچھا سوال اٹھایا ہے فی الحال وہی Arrangement چل رہا ہے جو پہلے سے چلا آرہا تھا لیکن حکومت کا ابھی پروگرام ہے جس طرح اور اضلاع میں ٹیوب ویلز جس طریقے سے چلتے ہیں اور اس میں پوسٹیں آتی ہیں، ملازمتیں دی جاتی ہیں تو حافظ صاحب کو میں ایشورنس دینا چاہتا ہوں کہ اس کے اوپر ابھی کام ہو رہا ہے اور جو Ex-FATA کے جتنے بھی اضلاع ہیں تو اس کے اندر بھی اسی کی طرف ہم بڑھ رہے ہیں جس طرح باقی اضلاع میں ہیں۔

جناب سپیکر: جی حافظ صاحب!

حافظ عصام الدین: جناب سپیکر صاحب، یہ بات تو صحیح ہے کہ پہلے یہ کام فیڈرل گورنمنٹ کے ذمے تھا، پھر 1995 سے یہ ویلج ڈیویلپمنٹ آرگنائزیشن کے حوالے ہوا ہے، ٹیوب ویلز کی نوکری اور پوسٹوں کے حوالے سے تو میری گزارش ہو گی کہ چونکہ فاٹا کی عوام، وہاں بے روزگاری کی شرح بہت زیادہ ہے اور موجودہ وقت میں سب سے بڑا مسئلہ وہاں جو موجود ٹیوب ویلز ہیں، ان کی حفاظت کا ہے، وہاں چونکہ سولر ٹیوب ویلز بنائے جاتے ہیں، بجلی کی جو شرح ہے وہاں پر بجلی نہ ہونے کے برابر ہے، تو وہاں جو سولر لگائے جاتے ہیں، وہ ٹیوب ویلز پر ایک کروڑ تک 90 لاکھ بلکہ ڈیڑھ کروڑ تک خرچہ ہو جاتا ہے اور انتہائی مشکل حالات سے جب وہ ٹیوب ویل تیار ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ ایک سال تک بھی نہیں چلتا اس کے کبھی تو وہ سولر غائب ہوتے ہیں اور کبھی، اس کی حفاظت کا سب سے بڑا مسئلہ پھر وہاں کے عوام کے لئے ہوتا ہے، وجہ کیا ہے؟ کہ چوکیدار نہیں ہے، اس کی حفاظت کا انتظام نہیں ہے، تو اس کے لئے آپ خصوصی کوئی کمیٹی تشکیل دیں، یا اس حوالے سے ڈائریکٹ فوری طور پر کوئی اقدامات کئے جائیں، لوگوں کو روزگار کے مواقع بھی مل جائیں گے اور جو ملک کا ایک بڑا سرمایہ عوام کی خدمت کے لئے لگایا جاتا ہے پھر اس کی حفاظت کا بھی تاکہ انتظام ہو سکے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کی تجاویز پر غور کریں اور متعلقہ ان تک پہنچائیں، یہ اچھی تجاویز دی ہیں انہوں نے۔ کوئسچن نمبر 9049، جناب میر کلام خان صاحب، Lapsed۔ آگے دو کوئسچنز ہیں ہائر ایجوکیشن کے جناب صلاح الدین صاحب کا اور سردار خان صاحب کا تو Minister Sahib has requested me کہ وہ آج اسلام آباد میں بڑی Important میٹنگ میں ہیں، وہ کہتے ہیں ان کو ڈیفر کر دیں اور میں آپ کو جواب دوں گا، ان کو، تو اگلے سیشن میں، اگلے دن میں لے آئیں گے۔ تو یہ کوئسچن نمبر 9119 اور کوئسچن نمبر 9147 یہ دونوں ہم ڈیفر کرتے ہیں تاکہ یہ ضائع نہ ہو جائیں آپ کے کوئسچنز۔ تھینک یو۔

غیر نشاندار سوالات اور ان کے جوابات

9130 _ صاحبزادہ ثناء اللہ: کیا وزیر آبنوشی ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ اے ڈی پی 20-2019 میں نئی واٹر سپلائی سکیمز شامل کی گئی ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ سکیم کی تفصیلات ضلع وائز اور صوبائی حلقہ وائز فراہم کی جائیں، نیز مذکورہ سکیمز کے لئے مختص شدہ اور فراہم کردہ رقوم کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان(وزیراعلیٰ): (الف) جی ہاں۔

(ب) مذکورہ سکیموں کی تفصیلات ضلع وائز اور حلقہ وائز لف ہیں۔(تفصیل ایوان کو مہیا کی گئی)

9263 _ سردار اورنگزیب: کیاوزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ضلعی اسسٹنٹ ڈائریکٹر بلدیات ترقیاتی منصوبوں میں ٹیکس کی مد میں رقم وصول کرتا ہے؛

(ب) اگر(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو سال 2018 سے تاحال ضلع ایبٹ آباد، ضلع ہری پور کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر بلدیات نے کن کن منصوبوں میں کس کس مد میں کتنا ٹیکس ٹھیکیداروں سے وصول کر کے کتنی رقم قومی خزانے میں جمع کرائی ہے، ان منصوبوں کی تفصیل بمعہ ٹیکس کی تفصیل ائر وائز الگ الگ فراہم کی جائے؟

جناب اکبر ایوب خان(وزیر بلدیات): (الف) جی ہاں۔

(ب) مذکورہ جواب برائے ضلع ایبٹ آباد بمراسلہ نمبر ADLG/ATD/13165 بمورخہ 03-12-2020 (Annex-I) اور ضلع ہری پور بمراسلہ نمبر AD(LG-H) Assembly Question/2020/2389 بمورخہ 03-12-2020 (Annex-II) لف ہے۔(تفصیل ایوان کو مہیا کی گئی)

9318 _ جناب فیصل زیب: کیاوزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی کمشنر ضلع شانگلہ میں مختلف اداروں کے پراجیکٹس پر کام کر رہے ہیں؛

(ب) اگر(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کس ادارے کے کونسے پراجیکٹس کہاں پر کس کے زیر نگرانی کام کر رہے ہیں پراجیکٹس کے نام اور مختص کردہ رقم اور پراگریس کی تفصیل فراہم کریں؟

جناب اکبر ایوب خان(وزیر بلدیات): (الف) ہاں۔

(ب) پانچ (05) غیر سرکاری اداروں کے پراجیکٹس کی تفصیلی رپورٹ جواب ہذا کے ساتھ لف ہے۔(تفصیل ایوان کو مہیا کی گئی)

9049 _ جناب میر کلام خان: کیاوزیر توانائی و برقیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) شمالی وزیرستان میں مختلف مقامات پر سال ڈیمز اور ہائیڈرو پاور پراجیکٹس کی تعمیر کے لئے کیا ترجیحات و پیشرفت ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان (وزیراعلیٰ): (الف) شمالی وزیرستان میں پیڈو کا پن بجلی کا کوئی منصوبہ زیر غور اور زیر تعمیر نہیں ہے۔ البتہ محکمہ آبپاشی کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق شمالی وزیرستان میں کل 33 شناخت کردہ سمال ڈیم سائٹس ہیں جو کہ مندرج ذیل کیٹیگریز میں تقسیم ہیں:

A	B	C	D
08	06	04	15

جس میں سے 3 ڈیمز مکمل ہو چکے ہیں اور ایک ڈیم کا پی سی ون فائنل سٹیج میں ہے باقی کی فزیبلٹی سٹڈی عنقریب کی جائے گی۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: ‘Leave applications’: اس سے پہلے پریس گیلری میں جو ہمارے ساتھی حضرات دوست بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے بھی ایک Write-up مجھے بھیجا ہے میں پڑھتا ہوں۔ سابق وزیر اعظم میر ظفر اللہ جمالی کے انتقال پر صحافی برادری بھی افسوس کا اظہار کرتی ہے، میڈیا کی آزادی اور مقامی طور پر خیبر پختونخوا اور پشاور کے صحافیوں کے مسائل پر توجہ دی انہوں نے اور تاریخ میں پہلی بار سابق وزیر اعظم نے پریس کلب پشاور کی مالی معاونت کی، ان کے لئے دعا گو ہیں۔ ‘Leave applications’: عاقب اللہ خان صاحب ایم پی اے آج کے لئے؛ محترمہ ساجدہ حنیف صاحبہ ایم پی اے آج کے لئے؛ آسیہ صالح خٹک صاحبہ ایم پی اے آج کے لئے؛ ملک بادشاہ صالح صاحب آج کے لئے؛ شاہدہ وحید صاحبہ آج کے لئے؛ صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب آج کے لئے؛ ڈاکٹر امجد علی خان آج کے لئے؛ سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب آج کے لئے؛ ظاہر علی شاہ صاحب آج کے لئے؛ جناب عزیز اللہ خان صاحب آج کے لئے؛ جناب تاج محمد ترند صاحب آج کے لئے؛ جناب کامران بنگش صاحب آج کے لئے؛ جناب محمد آصف خان آج کے لئے؛ جناب مفتی عبید الرحمان صاحب آج کے لئے؛ محترمہ سومی فلک ناز صاحبہ آج کے لئے؛ Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave granted.

مسئلہ استحقاق

Mr. Speaker: ‘Privilege Motions’: Mr. Nisar Ahmad Khan MPA, to please move his privilege motion No. 109 in the House. Mr. Nisar Ahmad Khan.

جناب نثار احمد خان: شکریہ سپیکر صاحب! میں اس معزز ایوان کی توجہ اس اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میں کئی دفعہ ڈی جی مائنز اینڈ منرل کے ساتھ تحصیل پڑانگ غار میں مختلف مسائل اور مانیٹرنگ ٹیم کے منرل ایکٹ سے تجاوز کے حوالے سے بات کی۔ ڈی جی مائنز اینڈ منرل نے کئی دفعہ ٹال مٹول سے کام لیا اور بہانہ کرتا تھا کہ مجھے اس حوالے سے علم نہیں، میں اس حوالے سے دیکھ لوں گا، اور ٹھیکیدار یا مانیٹرنگ والے حد سے تجاوز کرتے تو میں انہیں روک لوں گا میں کئی ہفتے بعد ان کے ساتھ دوبارہ ملا اور یہ مسئلہ ان کے سامنے رکھ دیا تو انہوں نے کہا کہ آپ کی بات ٹھیک ہے اور قانون و آئین کے مطابق ہے مگر آپ ایک دو ہفتے تک انتظار کیجئے، میں یہ مسئلہ حل کروں گا، کئی دن گزرنے کے بعد انہوں ٹھیکیدار کو آرڈر جاری کر دیا کہ فنشنگ مال، انڈسٹریل پراڈکٹ پر رائلٹی وصول نہیں کی جائے گی، جس کی کاپی بھی منسلک ہے، مگر اب دوبارہ ڈی جی نے انسپکٹر مائنز اینڈ منرل سجاد کو حکم دیا ہے کہ آپ ان سے رائلٹی وصول کرتے رہنا، اور جبکہ علاقے اور عوام میں میرے خلاف پروپیگنڈے کرتے رہتے ہیں اور عوام میں میرے خلاف بد گمانی پیدا کرتے ہیں، لہذا استحقاق کمیٹی سے درخواست ہے کہ ڈی جی مائنز اینڈ منرل اور انسپکٹر مانیٹرنگ مائنز اینڈ منرل سجاد کو کمیٹی میں پیش کیا جائے۔ ان کے اس اقدام سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے، لہذا مذکورہ استحاق کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

Mr. Speaker: Mr. Arif Ahmadzai, Minister for Mines and Mineral.

مائیک کھولیں عارف صاحب کا، ساتھ والے مائیک پہ ہو جائیں، عارف صاحب! ساتھ والے مائیک پہ آ جائیں۔

جناب محمد عارف (معاون خصوصی وزیر اعلیٰ برائے معدنیات): شکریہ جناب سپیکر، یہ نثار صاحب کی جو پریویلج موشن ہے، پریویلج جب بھی آتا ہے تو ہم اس کو Agree کرتے ہیں اور اس کو کمیٹی بھیجتے ہیں۔ میری صرف یہ ایک ریکویسٹ ہے ان کو کہ یہ جو مسئلہ ہے، یہ وہاں کے اقوام کے درمیان ہے، ایک تو یہ ہے کہ جو وارڈز ہیں جن کو وہ بکرہ کہتے ہیں وہاں کے لوگ، مقامی لوگ، اس کی کوئی As such lease ابھی تک ہوئی نہیں ہے اور نہ اس کے، ممکن بھی نہیں ہے، کیونکہ ایک جگہ پر ہوتی ہے اور وہاں سے جاکر پھر وہ ختم ہو جاتا ہے پھر بہت زیادہ دور جاکر وہاں پر ملتی ہے، تو As such اس کی Lease اس لئے Possible نہیں ہے کہ یہ جگہ کسی ایک قوم کی ہے تو دوسری جگہ کسی کی ہے، تو اس طرح کوئی Lease نہیں لے سکتا، وہاں پر ایک طریقہ کار پہلے سے چل رہا تھا اور اس کے مطابق ہم نے کہا اب اگر ہم یہاں پر سختی کریں تو ویسے بھی وہ Newly merged districts ہیں تو وہ لوگ سمجھیں گے کہ شاید کوئی نیا قانون لا رہے ہیں، یہ سختی کر

رہے ہیں تو اس لئے ہم نے اس طرح اس کو چھوڑ دیا ابھی، جب تک اس کا حل نہ ہو، میرے پاس خود یہ لوگ آئے تھے اور انہوں نے خود ریکویسٹ کی تھی کہ اس کو چلنے دیں جو طریقہ ہے اس طرح۔ اگر ان کے پاس یا ہمارے پاس کوئی اس کا حل نکل آئے تو اس کو پھر ہم تبدیل کر دیں گے۔ ڈی جی صاحب ان کو بار بار کہہ رہے ہیں، کہ میں اس کو حل کر دوں گا، اس کو حل کر دوں گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ پھر آجاتے ہیں قوم کے لوگ آجاتے ہیں، وہ پھر دوبارہ سے ریکویسٹ کرتے ہیں اس کو اسی طرح ہی چلنے دیں۔ تو میں یہ ریکویسٹ کرتا ہوں نثار صاحب کو کہ اگر یہ خود بھی آجائیں، قوم کے نمائندے بھی آجائے، ڈی جی صاحب کو میں بلالوں گا اور جب بھی یہ چاہیں یہ کل چاہیں، پرسوں چاہیں، جب بھی چاہیں، تو میری ریکویسٹ ہے کہ اس کو جو ہے Withdraw کر دیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> نثار خان صاحب! اچھی تجویز دی منسٹر صاحب نے، مسئلے کے حل کی طرف وہ لے جانا چاہتے ہیں۔

<u>جناب نثار احمد خان:</u> مہربانی جی۔ سر، میں ریکویسٹ کرتا ہوں آنریبل منسٹر صاحب سے کہ اس کو کمیٹی کو پیش کیا جائے، میرے ساتھ ثبوت موجود ہیں اس کے کرپشن کے، اس کے جو ہے نا، جس طرح لوگوں سے پیسے بٹورتے ہیں، میرے ساتھ سارے ثبوت موجود ہیں، میں اس علاقے کا رہنے والا ہوں، مائن سے بھی میرا تعلق ہے میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن ان لوگوں نے اپنے آپس میں ملے ہوئے ہیں اور جس طرح لوگوں کو بٹورتے ہیں، اگر تحریک انصاف کی حکومت کا یہی روش ہے کہ کرپٹ ڈی جیز وغیرہ آفیسرز کو ادھر تعینات کرتے ہیں اور ان سے پیسے سے بٹورتے ہیں سر، میں ایک اور بات اس کے ساتھ Add کرنا چاہتا ہوں کل جو ہے نا ایک پہلے گاڑی سے تین ہزار روپے مائن ٹیکس لیا جاتا تھا ابھی اس کو بڑھا کر پندرہ ہزار تک پہنچا دیا گیا ہے اور اس میں ہمارے ضلع کو کچھ نہیں ملتا، تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہمارا معدنیات لوٹا جا رہا ہے اور ہم اس پر جب پریولیج لے آتے ہیں تو اس کے لئے اس لئے دفاع کی جاتی ہے کہ سارے اس تالاب میں، بس آپ باقی خود ہی سمجھتے ہیں، یہ اس میں سارے گندے ہیں، خدا کے لئے ان کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے، کب تک ہم روتے رہیں گے، کب تک ہم چلاتے رہیں گے، میں نے اس سے بات بھی کی، میں خود ہی اس کے پاس گیا تھا اور اس نے اس ڈی جی کو کہا تھا کہ آئین اور قانون کے مطابق چلو لیکن وہ نہیں چلا اس پہ۔ سر، انڈسٹریل پراڈکٹ تھے، جب انڈسٹریل پراڈکٹ بن جاتا ہے پھر اس پر منرل کا رائٹ نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

معاون خصوصی وزیر اعلیٰ برائے معدنیات: میں نے پہلے بتادیا ان کو کہ مجھے ان کی پریولج پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ ابھی پریولج سے ہٹ کر کسی اور طرف گیا کہ وہ رشوت لیتے ہیں، میں اس کی پریولج کی پھر بھی میں مخالفت نہیں کرتا لیکن یہ جو کہہ رہے ہیں کہ میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ اس کو بند کر دیں اور پھر نہیں کرتے اس کی وجہ ان کی قوم ہے، وہاں کی اقوام ہمارے پاس آتی ہیں اور وہ ریکویسٹ کرتے ہیں کہ اسی طرح ابھی جاری رہنے دیں، نہ کوئی حل ان کے پاس ہے اور نہ ہمارے پاس ہے کہ کس طرح حل نکالیں۔ باقی جو پیسے وہ لیتے ہیں، وہ تو آن دی ریکارڈ ہوتا ہے، وہ تو رائلٹی کے پیسے ہیں، وہ لیتے ہیں اس میں کوئی وہ تو نہیں ہے کہ رشوت اپنے جیب کے لئے تو نہیں لیتا، تو میری یہی گزارش ہے نثار صاحب کو کہ اگر مسئلہ حل کرنا ہے، اگر مسئلہ حل کرنا ہے تو میں بلاتا ہوں Date یہ مقرر کریں، ان کی خواہش پر Date مقرر کر دیں کہ جس جس کو بلانا ہو وہ میں بلاوں گا اور جو ہے یہ مسئلہ وہاں پر حل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں نثار خان صاحب! یہ جو منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں بہت بہتر تجویز ہے ان کی، پریولج میں تو چلا جائے گا وہ چھ مہینے چلتا ہی رہے گا، یہ کل پرسوں ترسوں ان کے دفتر میں ڈی جی صاحب کو بھی یہ بلا لیتے ہیں، آپ بھی بیٹھ جائیں، بیٹھ کر مسئلے کا حل نکال لیں۔

Mr. Nisar Ahmad Khan: Sir! Excuse me.

جناب سپیکر: جی نثار احمد خان۔

جناب نثار احمد خان: سر، اگر اس طرح ہم بغیر قانون کے بیٹھے بٹھا کے اس کو چلادیں گے کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ وہ لوگ، اس کا یہ مینڈیٹ ہی نہیں ہے جس کا مینڈیٹ نہیں ہے، وہ کہہ رہا ہے کہ میں اس کو اس طرح چلاؤں گا، لوگ آئے ہوئے ہیں، یہ جو ہے یہ انڈسٹریل پراڈکٹ ہے اگر اس کا مینڈیٹ بنتا ہے تو پھر بے شک وہ لے لیں، وہ مجھے آرٹیکل بتادیں، قانون کی کوئی شق بتادیں کہ میں مطمئن ہو جاؤں۔

جناب سپیکر: جی عارف صاحب۔

معاون خصوصی وزیر اعلیٰ برائے معدنیات: میری ریکویسٹ یہی تھی کہ مسئلہ اگر حل کرنا ہے تو حل کر دیں، لیکن اگر ان کی خواہش ہے اور ان کا اس پر اصرار ہے تو ہاں ضرور اس کو وہاں پر بھیج دیں تو ٹھیک ہے میں Agree کرتا ہوں۔ بھیج دیں وہاں پر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

Mr. Speaker: Okay. The motion before the House is that the privilege motion, moved by the honourable Member, may be

referred to the Privilege Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes have it. Privilege motion is referred the Privilege Committee.

فیصل زیب خان کا ڈیفر کرتا ہوں پریولج۔

تحریک التواء

Mr. Speaker: Miss Nighat Yasmin Orakzai MPA, to please move her adjournment motion No. 220 in the House.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ پرسوں آپ نے ایک میری قرارداد کا بھی وعدہ کیا تھا کہ آج کے دن میں نے لاء منسٹر سے بات کرلی ہے تو وہ بھی پھر میں پیش کروں گی۔ یہ فی الحال یہ Collegate، یہ اسلامیہ کالج کے بارے میں اس دن واک ہوئی تھی تو اس کے بارے میں میں نے یہ جمع کروایا ہے اور اس میں باقاعدہ طور پہ میرے پاس جو ہے تو وہ Witness بھی آئے تھے، Sorry victims بھی آئے تھے اور Witness بھی آئے تھے اور اس کو میں نے Ombudsman کے پاس بھی بھیجا ہے اور وہاں پر بھی کچھ ہماری کافی بات چیت ہوئی ہے بہر حال میں پیش کرتی ہوں۔

اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے اور وہ یہ کہ ہماری یونیورسٹیوں میں اکثر اوقات جنسی Harassment کے واقعات ہوتے ہیں جو کہ انتہائی تشویشناک اور افسوس کی بات ہے، اس اہم موضوع پر بحث کی اجازت دی جائے تاکہ طلباء کے یہ مسائل حل ہو سکیں۔

جناب سپیکر صاحب، اس میں میں یہ آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ 2010 میں بھی میں نے یہ آواز اٹھائی تھی لیکن اب چونکہ زمانہ ذرا دس سال پرانا تھا تو اس میں Victims ہمارے سامنے، ہماری کمیٹی کے سامنے پیش نہیں ہو رہے تھے، اس وقت ستارہ ایاز صاحبہ اس کمیٹی کی چیئرپرسن تھیں تو Victims کے مطلب نہ آنے کی وجہ سے وہ کمیٹی ناکامی کا شکار ہو گئی۔ پھر اس کے بعد 2014 میں جب آپ ایجوکیشن منسٹر تھے تو اس وقت بھی میں نے آواز اٹھائی اسی Harassment کے بارے میں لیکن اس میں بالا بالا کچھ میرے، مجھ سے، مجھے نہیں پتہ مجھے بتایا نہیں گیا لیکن بالا بالا کچھ لوگوں کو سزائیں ہو گئیں، ان کو یونیورسٹیوں سے نکال دیا گیا جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ آپ کی کامیابی ہے، آپ کی گورنمنٹ کی کامیابی ہے لیکن جناب سپیکر صاحب، اس دن پھر اسلامیہ کالج جو کہ عورتوں کا ہے اور مردوں کا بھی ہے، اس میں یہ

ایسا ہوا کہ وہاں پہ ایک Awareness walk اور یہ Sexual harassment کے حوالے سے بہت بڑی واک ہوئی اور اس میں بہت بڑی تعداد میں لڑکیوں نے شرکت کی، جب لڑکیوں نے شرکت کی تو میں نے ان کو اپنے پاس بلایا جو Victims ہیں اور وہ بہت ہی معزز گھرانے سے ہیں یہ بھی نہیں ہے کیونکہ ان کے گھرانے کو میں جانتی ہوں۔ تو وہ میرے پاس آئیں، ان کو میں نے Ombudsman کے پاس بھجوایا رخشندہ ناز صاحبہ کو، پھر میں خود رخشندہ ناز صاحبہ سے ملی پھر میں نے اپنا آڈیو پیغام دیا تو وہ میں نے بھیجا کہ -----

جناب سپیکر: نگہت بی بی! ابھی پہلے اس کو Put-up کر لیتے ہیں نا پھر جب یہ آ جائے پھر اس پہ Detailed بحث کر لیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں سر! میں آپ کو بتا دیتی ہوں تاکہ اس پہ بحث کی ضرورت ہی نہ پڑے اور اس پہ آپ کمیٹی بنا دیں کیونکہ Victim -----

جناب سپیکر: ابھی تو ایڈمٹ تو مجھے کرنے دیں نا؟

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: اوکے اوکے کر لیں۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون): تھینک یو مسٹر سپیکر۔ سر، چونکہ یہ ہے ایڈجرنمنٹ موشن اور ایڈجرنمنٹ موشن کو ایڈمٹ ہو کے پھر ایک یا دو دن بعد بحث کے لئے رکھ دیا جاتا ہے لیکن میں صرف چونکہ انہوں نے تھوڑی سی ڈیٹیل بتا دی ہیں تو کوئی مؤقف آنا چاہیئے دو منٹ کا صرف سر، ایک تو جو Anti harassment کے Laws ہیں تو وہ اس صوبے میں لاگو ہیں اور بنے ہوئے ہیں اور جس طرح میڈم نے اشارہ کیا کہ جو Provincial Ombudsperson ہیں Anti harassment کی، یہ بھی اسی حکومت نے ان کو اپوائنٹ کیا ہے اور اگر آپ یہ دیکھ لیں تو کوئی سیاسی ہم نے اپوائنٹمنٹ نہیں کی ہے، اگر ان کو آپ دیکھ لیں وہ ایک Social Activist رہ چکی ہیں اور پی ٹی آئی کے ساتھ ان کا کوئی تعلق بھی نہیں ہے بلکہ ان کا تعلق پہلے کسی اور پارٹی کے ساتھ بھی تھا لیکن جب ہم نے میرٹ کے اوپر نام سامنے آئے ہیں کیبنٹ کے سامنے تو کیبنٹ نے ڈسکس کیا اور ان کو اپوائنٹ کیا اور یہ بھی ایک خوشی کی بات ہے کہ ان کی اپوائنٹمنٹ کے بعد یہ ادارہ Provincial Ombudsperson کا Anti harassment والا، یہ بڑا فعال بھی ہو گیا ہے اور بہت زیادہ کیسز کو نمٹا بھی دیا ہے جی۔ اس میں سر، Recently جو

شکایات موصول ہوئی تھیں یونیورسٹیز میں کہ اس طرح Harassment کے کیسز ہوتے ہیں، Recently بہت زیادہ کارروایاں بھی ہوئی ہیں اور اس میں گومل یونیورسٹی ڈی آئی خان، پشاور یونیورسٹی، ملاکنڈ یونیورسٹی، سوات یونیورسٹی اور ہری پور یونیورسٹی میں بہت سے لوگوں کو فارغ بھی کر دیا گیا ہے، ان کے خلاف ایکشن بھی لے لیا گیا ہے اور میڈم کو وہ پتہ بھی ہے۔ اب جو Recently سر، ایک اسلامیہ کالج کا جو وہ ذکر کر رہی ہیں آئی سی یو، کا اسلامیہ کالج یونیورسٹی کا اس میں جو یہ Protest ہوا اس کے اوپر فوری طور پر چونکہ گورنر خیبر پختونخوا جو ہیں وہ چانسلر ہیں ساری یونیورسٹیز کے تو اس کے اوپر میں صرف انفارمیشن دینا چاہتا ہوں تاکہ ہاؤس کو سارا پتہ ہو۔ اس کے اوپر ایکشن لیتے ہوئے گورنر انسپکشن ٹیم نے اس کے اوپر تحقیقات بھی ابھی شروع کر دی ہیں اور وہ پراسیس بھی آگے جا رہا ہے اور آگے اس کی بھی جو Findings ہو گی، وہ بھی ہاؤس کے ساتھ ہم ضرور شیئر کریں گے اور جو ایکشن ہو گا وہ بھی ہاؤس کے ساتھ شیئر کریں گے باقی یہ ایڈجرنمنٹ موشن ہے سر، اس کو بالکل حکومت Oppose نہیں کرتی ہے اس کو آپ ایڈمٹ کریں، اس کے اوپر بحث رکھوائیں تاکہ آگے جا کے کوئی لائحہ عمل ہم بنا سکیں۔

<u>Mr. Speaker:</u> The question before the House is that the adjournment motion, moved by the honourable Member, may be admitted for detailed discussion? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker:</u> The ‘Ayes’ have it. The adjournment motion is admitted for detailed discussion.

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> سر! میں ایک بات کروں گی کہ یہ بچیوں کا۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> اب ڈسکشن کے لئے۔۔۔۔۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> سر! یہ بچیوں کا معاملہ ہے اور بچیاں جو ہیں میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ بچیاں جو ہیں وہ اتنے معزز گھرانے سے ہیں کہ وہ خود بھی بدلہ لے سکتے ہیں لیکن وہ بچیاں جو ہیں وہ گورنر انسپکشن ٹیم کے جو سربراہ ہیں ان سے وہ بالکل بھی Satisfied نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> دیکھیں نگہت بی بی! یہ آپ جب ڈسکشن ہو گی اس وقت بات کریں نا؟

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> نہیں تو کب آپ اس کے لئے پھر Specific۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آج ڈسکشن نہیں ہے آج آپ کا یہ موشن ایڈمٹ ہوگیا ہے، کل یا پرسوں یہ موشن ہم لے آئیں گے For detailed discussion پھر آپ سارے لوگ اس پہ بحث کریں گے، گورنمنٹ بھی بات کرے گی آپ بھی بات کریں گی، کمیٹی بھی بن سکتی ہے کسی کمیٹی کو ریفر بھی ہو سکتا ہے، Everything is possible۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: کسی اچھے بندے کی سربراہی میں مطلب ہے کسی ایسے بندے کی سربراہی میں اس ہاؤس کی کمیٹی بنی چاہیئے ہمیں کسی اور کمیٹی پر اعتماد نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ ہوگا لیکن ڈسکشن والے دن پہ ہوگا جو بھی ہوگا آج تو صرف ایڈمٹ ہوئی نا؟

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: اوکے سر۔

توجہ دلاؤ نوٹس ہا

Mr. Speaker: Mr. Khushdil Khan Sahib and Mr. Salahuddin Sahib, MPA, to please move their joint call attention notice No. 1515 in the House.

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: تھینک یو مسٹر سپیکر۔ ہم وزیر برائے محکمہ داخلہ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں، وہ یہ کہ میرا حلقہ PK-70 کے موضع ٹیلہ بند میں تین روز قبل لاپتہ ہونے والے چار سالہ بچے جس کا نام طاہر اللہ ہے، کی لاش قریبی کھیتوں سے ملی۔ سفاک قاتلوں نے تیز دھار آلے سے بچے کے پیٹ کو چیر کر قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے پورا علاقہ افسردہ ہے اور اہل علاقہ میں غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ ابھی اس دردناک اور افسوسناک واقعے کی افسردگی اور اہل علاقہ میں غم وغصہ ختم ہی نہیں ہوا تھا کہ 19 تاریخ بروز جمعرات موضع بڈھ بیر میں کم سن بچی کو نامعلوم سفاک قاتلوں نے بے دردی کے ساتھ قتل کر کے لاش کو آگ لگا دی۔ اس دلخراش واقعے کے خلاف اہل علاقہ نے پرامن احتجاج کرتے ہوئے کوہاٹ روڈ پر دھرنا دیا۔ مزید یہ کہ مقتول بچوں کے والدین مسکین اور غریب ہیں اور محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ آئین کے تقاضوں کے مطابق ہر گھر اور ہر فرد کی جان ومال کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے جس میں موجودہ حکومت مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے اور آئے روز اس قسم کے واقعات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔ لہذا حکومت پولیس کو سختی سے ہدایت کرے کہ وہ مذکورہ واقعات میں ملوث افراد سے جدید سائنسی بنیادوں پر تفتیش کر کے جلد از جلد

ملزمان تک رسائی حاصل کر کے گرفتار کیا جائے اور انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ مزید مقتول بچوں کے والدین کی غربت اور لاچاری کو مدنظر رکھ کر ان کے ساتھ مالی امداد کرنے کا اعلان کیا جائے۔

سپیکر صاحب! یہ پہلا واقعہ جو ہے یہ چار سالہ بچے کا بس اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اس کا امر ہے، وہ بے نیاز ہے، اس کا مطلب ہے ہم کیا کہیں مطلب ہے ان کے تین چچے ہیں، چچا جو ہیں وہ تینوں گونگے ہیں، ان کا والد بھی گونگا ہے اور خشت کی بھٹی میں وہ کام کرتے ہیں مزدوری کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارا مطلب ہے جو پولیس ہے یا انوسٹی گیشن آفیسر ہے انہوں نے ہمارے ساتھ اس میں رابطے بھی کئے ہیں، انہوں نے ہمیں مطلب ہے جتنا انہوں نے اس میں پراگریس کیا ہے جتنا انہوں نے کارکردگی کی ہے اس سے بھی ہم مطمئن ہیں کیونکہ یہ دونوں Untraced cases ہیں اور Untraced cases جو ہیں نا اس کو Trace کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے جب تک علاقے کے عوام ان کے ساتھ پورا تعاون نہ کریں، اس سے مطلب ہے ہم مطمئن ہیں لیکن سر! بات یہ ہے کہ صبح جب ہم اخبار اٹھاتے ہیں تو اس قسم کے واقعات ہم پڑھتے ہیں ہر اخبار میں دو تین کہ بچوں کو اغواء کر کے ان کے ساتھ جنسی، فلاناں فلاناں اور مطلب ہے اس کو قتل کر دیا۔ آخر کیا وجہ ہے حکومت کو اس پر سوچنا چاہیئے کہ اس کو روکنے کے لئے ہمیں کیا اقدامات اٹھانے چاہیئے اور کیوں یہ ہو رہے ہیں؟ کیا ایک بچے کا کیا، اب یہ ہمارا جو بڈھ بیر کا ہے یہ ہمارے محلے کی مطلب ہے بچی ہے اور اس کا والد صاحب کہیں نوکر ہے، کلاس فور ہے یا کلرک ہے کہیں پر، اب اس بچی کا سات سال کی بچی ہے اب اس کو اٹھا کر پھر اس کو مطلب ہے آگ لگا کر مطلب ہے تو یہ تو ایسے اقدامات اور ایسے کام، ایسے ظلم جو غیر مسلم بھی نہیں کرتے ہیں جو مطلب ہے یہ ہمارے معاشرے میں ہو رہا ہے، ہماری سوسائٹی میں ہو رہا ہے تو میں تو مطمئن ہوں ان شاء اللہ البتہ میں حکومت کو مطلب ہے جناب سلطان محمد سے میں ذرا گزارش کروں گا کہ یہ اور بھی تاکید کر دیں حکومت کو کیونکہ ایک ہفتہ ہو گیا، اس ہفتے کے دوران ہمیں کوئی پراگریس نہیں ملی ہے تو ایسا نہیں کہ یہ بھی یہ دو کیسز بھی سرد خانے میں چلے جائیں اور اس پر دیر ہو جائے تو یہ کوشش کرنی چاہیئے ورنہ ہم نے یہ پولیس کو بتایا بھی ہے کہ اس پر ہم پھر دھرنا دیں گے کوہاٹ روڈ پر اگر اس میں ہمیں پوری طرح مطمئن نہیں ہوئے یا مطلب ہے ان کے تو ہم دھرنا دیں گے، ایک سر۔ دوسری سر، میں یہ بات کرتا ہوں کہ اگر مطلب ہے یہ وزراء صاحبان بیٹھے ہیں اور آپ بھی کم از کم یہ دونوں بہت غریب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، آپ خود سوچیں کہ ایک بچے کا باپ گونگا بھی ہے اور ساتھ بھٹی میں، خشت کی بھٹی میں کام کرتا ہے تو ان کے ذرائع معاش کیا ہوگی تو یہ اس طرح یہ بچی کی

بات ہے، یہ بھی بہت غریب لوگ ہیں تو اگر حکومت جس طرح مطلب ہے دیتے ہیں ایسے واقعات میں اعلان کرتے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب اعلان کرتے ہیں پیسوں کا تو کم از کم میں آپ کے توسط سے آپ سے بھی ریکویسٹ کرتا ہوں ہاؤس سے بھی ریکویسٹ کرتا ہوں، حکومت سے بھی ریکویسٹ کرتا ہوں کہ کم از کم ان کی مالی امداد کا اعلان کیا جائے تاکہ ان غریبوں کی کچھ مطلب ہے بن سکے۔ تھینک یو سر۔

جناب سپیکر: صلاح الدین صاحب بھی اس میں شامل ہیں آپ نے بات کرنی ہے، صلاح الدین صاحب! آپ کی جوائنٹ وہ ہے اس کے بعد اکرم درانی صاحب، Because they are the movers۔ جی صلاح الدین صاحب!

جناب صلاح الدین: تھینک یو مسٹر سپیکر۔ سر، میں بجائے اس کے کہ اس کو پھر سے پڑھوں مجھے معلوم ہے اور مجھے احساس بھی ہے کہ آج جمعہ کا دن بھی ہے اور پھر یہ کہ معزز ایوان کا ٹائم بھی بڑا قیمتی ہے ہر لمحہ بڑا قیمتی ہے، میں اس پہ صرف مختصراً بات کروں گا۔ خوشدل خان صاحب نے بڑی ڈیٹیل میں اس موضوع پہ بات کی۔ سر، یہ اس قسم کا ہمارے علاقے میں یہ Fourth، چوتھا Incident ہے اس سے پہلے دو Incidents PK-71 تنی میں پیش آئے تھے، بچیوں کو اٹھایا گیا تھا، ایک کو تو Recover بھی کیا گیا تھا اور طور خم کے راستے اس کو افغانستان ٹرانسفر کر رہے تھے، اس کو لے جا رہے تھے، اس کو Recover کر دیا گیا۔ پھر یہ اس طرح کے واقعات ایک نہیں یہ Fourth ہے تیسرا جو تھا وہ رپورٹ ہی نہیں ہوا اس لئے کہ وہ غریب لوگ تھے اور وہ اپنی توہین سمجھتے تھے اس کو لیکن سر، یہ اس طرح کے واقعات بڑھ رہے ہیں ان علاقوں میں اور ان کو بڑھنے سے روکنے کے لئے یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہوتی ہے اور یہ ملزمان Writ of the state اور Writ of the Government متواتر چیلنج کرتے جا رہے ہیں اور یہ واقعات بڑھتے جا رہے ہیں اور یہ واقعات بڑھ کیوں رہے ہیں؟ اس لئے کہ یہاں پہ بے روزگاری ہے، لوگ نشوں میں، نشے کی عادت میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ یہ آج کل ایک نیا نشہ آیا ہوا ہے، کیا بولتے ہیں اس کو؟ آئس لوگ آئس کی طرف جا رہے ہیں اور بے روزگاری ہے، بے روزگاری کس لئے ہے کہ گورنمنٹ کی Priorities کچھ اور ہیں عوام کی فکر نہیں ہے، ان کو اگر عوام کی فکر ہوتی تو وہ وفاق سے ہمارا حصہ لیتے، ہمارے صوبے کے لوگوں پہ وہ خرچ کرتے وہ ایسے مواقع پیدا کرتے کہ بے روزگاری ختم ہو جاتی اور جب بے روزگاری نہیں ہو گی تو جرائم کا ریٹ جو ہے وہ Definitely decline کرے گا ان شاء اللہ لیکن یہ ہے کہ اس کے لئے ان کی Priority Government کو سر، یہ روڈ۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔

جناب صلاح الدین: صرف ایک منٹ سر، یہ روڈ، کوہاٹ روڈ یہ جو چترال سے لے کر کراچی تک جاتا ہے، یہ روڈ اس دن لوگوں نے As a protest دھرنا دیا تھا اس روڈ پہ اور ساڑھے چھ گھنٹے یہ روڈ بلاک تھا لیکن گورنمنٹ کے منسٹرز میں سے کسی کو یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ وہ آتے، لوگوں کو کم از کم دلاسہ تو دے سکتے تھے، اان کو کوئی ایشورنس تو دے سکتے تھے کوئی نہیں آیا۔ لیکن یہ ہے کہ یہ Non-seriousness on the part of Government, on the part of candidates members. یہ Show کرتی ہے لیکن اگر گورنمنٹ اس کو سیریس نہیں لے گی تو پھر اس طرح کے واقعات اب تو یہ PK-70 اور 71 میں ہو رہے ہیں پھر یہ پورے صوبے میں بڑھیں گے۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔

جناب صلاح الدین: اس لئے اس کو بڑا Seriously لینا چاہیئے۔

جناب سپیکر: اکرم خان درانی صاحب!

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر صاحب، آپ کا شکریہ۔ جناب! جس واقعہ کا ذکر خوشدل خان صاحب نے صلاح الدین صاحب نے کیا، یقین جانیئے جب ٹی وی پر یہ بات آئی اور اخبارات میں آئی اور ہمیں پتہ چلا اتنی افسوسناک خبر تھی کہ وہ برداشت سے بالکل باہر تھی اور یہ تو پہلے واقعات نہیں ہیں، اس طرح واقعات نوشہرہ میں بھی ہوئے، مردان میں بھی ہوئے اور صوبے کے تقریباً مختلف اضلاع میں ہوئے۔ تو اگر ابھی مجھے خوشدل خان صاحب کہہ رہے تھے کہ اس کے تین بھائی ہیں اور تینوں گونگے ہیں جو والدین ہیں اور یہ تینوں جو ہیں وہ گونگے بھی ہیں، بہرے بھی ہیں اور یہ تینوں بھٹی میں کام کرتے ہیں وہاں پر جو روزانہ کی مزدوری ہوتی ہے۔ ابھی تک تو حکومت کو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ خوشدل خان صاحب کو کوئی ضرورت بھی نہیں تھی یہاں پر پیش کرنے کے لئے، حکومت کی اولین ذمہ داری ہے اپنی عوام کا تحفظ، امن وامان دینا اور یہ دہشتگردی ہے تو دہشتگردی میں حکومت کی طرف سے ایک مقررہ وہ بھی ہے کہ ہم اس خاندان کو دیں گے۔ تو آج بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کا جو مسئلہ ہے وہ انتہائی سنگین ہو گیا ہے اور گورنمنٹ کے کنٹرول سے بالکل باہر ہے اور اس قسم کے واقعات جب ہوتے ہیں تو لوگ اس پہ اشتعال میں آتے ہیں اور پھر لوگوں کو وہاں روکنا بھی مشکل ہے جب روڈ پہ نکلتے ہیں، تو گاڑیوں کو بھی جلاتے ہیں، وہاں پر اور بھی نقصان ہوتا ہے اور جہاں پر پھر املاک ہوتے ہیں، اس کو بھی

نقصان ہوتا ہے۔ لہذا حکومت کو چاہیئے تھا کہ اس سے پہلے ذمہ دار لوگ اس کے گھر میں جا کر اور ساتھ اپنا چیک بھی لے جا کر اس سے ہمدردی کا اظہار بھی کرتے اور جن لوگوں نے کیا ہے اس کے خلاف ایکشن بھی لیتے اور وہاں پر ان کی غربت کو دیکھتے ہوئے یا ویسے بھی عام لوگ بھی ہیں، اس کے لئے حکومت کا ایک طریقہ کار ہے اس کے ساتھ امداد کرنا تو ہم پوری سپورٹ کرتے ہیں اور گورنمنٹ سے کہتے ہیں کہ سلطان صاحب ہمیں کوئی اس طرح تسلی نہ دیں بلکہ یہاں پر جب وہ گورنمنٹ کی طرف سے جواب دیتا ہے تو وہ ایسا جواب دے دیں کہ اسمبلی کے ممبران کو بھی اس سے کم از کم اطمینان ہو اور باہر کے جو اس کے رشتہ دار ہیں یا غمزدہ خاندان ہیں، ان کو بھی اطمینان ہو۔ اگر وہ صرف یہاں پر ہمیں یہ کہہ دیں کہ یہ بات میں وزیر اعلیٰ صاحب کو پہنچا دوں گا تو وزیر اعلیٰ صاحب کو پہنچانے میں تقریباً پھر بہت سا ٹائم لگتا ہے اور اس سے ملنے میں بھی اور اس نے تو میرے خیال میں اس اسمبلی سے بائیکاٹ کیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ اپوزیشن سے ناراض ہے یا آپ سے ناراض ہے یا حکومت کے اپنے وزراء اور ممبران اسمبلی سے ناراض ہیں کیونکہ ناراضگی کا اظہار اس طرح ہے کہ وہ یہاں پر آنے کو بھی میرے خیال میں شرم محسوس کرتے ہیں کہ میرا اس ایوان میں آنا جو ہے وہ بھی میرے لئے میرے خیال میں بڑے لوگوں کے لئے یہاں پر اس ایوان میں آنا بھی پھر میرے خیال میں معیوب نظر آتا ہوگا۔ تو میری بڑی ادب سے درخواست ہے کہ جناب سپیکر صاحب، آپ بھی پہلے اس کے اٹھنے سے پہلے آپ بھی تاکید کریں ہماری اور صلاح الدین صاحب اور اس کی باتوں کا کہ آج ہی خصوصی طور پر اس کے لئے کچھ، وہ تو ہم نہیں، بچی تو ہم نہیں دے سکتے لیکن کم از کم جو گورنمنٹ کا طریقہ کار ہے وہ تو جلدی اس کو پہنچے جی۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی لاء منسٹر صاحب۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: دو تین منٹ میں بھی اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

<u>جناب سپیکر</u>: بس نا، ہر بات پہ بات نہیں ہوتی نا۔ یہ کال اٹینشن ہے دو لوگوں کی چار لوگ بات کر چکے ہیں۔ کریں، آگے چلیں جی۔ جمعہ بھی ہے نگہت بی بی! ہر بات پہ نہیں ہوتا نا۔ آپ کا اپنا بزنس ہے وہ آپ کو دے رہا ہوں نا میں۔ چلیں لاء منسٹر صاحب!

<u>وزیر قانون</u>: اس کے بعد خیر ہے، اس کے بعد۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب۔یہی مسئلہ ہے نااس پہ بات اب ہو گئی ہے نا،ان کواب کرنے دیں آپ پھر اپنی چیزیں لائیں جو آپ کی آئی ہوئی ہے۔اب چھوڑیں Child abuse کو اس کو وہ جواب دیں گے نا، منسٹر ہے وہ Concerned۔

وزیر قانون: مسٹر سپیکر! میں شکریہ ادا کرتا ہوں آپ کا۔واقعی سر، بہت ایک دلخراش واقعہ اور اس میں تو خیر نہ کوئی سیاست کی گنجائش ہے نہ اپوزیشن اور حکومت کی بات کرنے کی کوئی گنجائش ہے۔یہ ایک چھوٹی بچی کے ساتھ اس طرح کا واقعہ پیش آنا اور پھر جس طرح خوشدل خان صاحب نے کہا کہ ان کی فیملی کے بارے میں جو بتایا کہ وہ معاشی طور پہ کتنے کمزور لوگ ہیں اور اس کے بعد ان میں اور جو پرابلمز ہیں تو ایک تو جی دلی، ایک میرے خیال میں خواہ وہ حکومت ہو خواہ وہ اپوزیشن ہو جو بھی ہو، سیاستدان ہو جو بھی ہو، یہ اس صوبے میں ملک میں یا دنیا میں رہنے والا میرے خیال میں جی ایسا واقعہ ہوا ہے کہ سب اس کے اوپر ہمارے دل جو ہے وہ خفا بھی ہیں اور ہمدردی بھی ہے اور غصہ بھی ہے۔دوسری بات سر، یہ ہے حکومت کا کام کیا ہے جی؟ اس طرح کے واقعات درانی صاحب ہمارے آنریبل انہوں نے ٹھیک کہا یہ ہوتے آرہے ہیں۔یہ پشاور میں نہیں چارسدہ میں بھی ہوا ہے، یہ بنوں میں بھی ہوا ہے یہ ہر جگہ پہ یہ واقعات ہوتے آرہے ہیں۔ہمیں بحیثیت معاشرہ بھی تھوڑا بہت سوچنا چاہیئے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کس طرح کی تربیت ہو رہی ہے ہمارے گھروں کے اندر یا ہمارے گاؤں کے اندر اور جو پرانے وقتوں میں گاؤں اور ایک کمیونٹی کے اندر بڑے ہوتے تھے وہ نظر رکھتے تھے ہر ایک چیز کے اوپر، گھر میں والدین جو تربیت کرتے تھے۔ اب معاشرے کے طور پر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ تربیت ختم ہو گئی ہے اور اس طرح کے درندے، درندے بھی نہیں کہنا چاہیئے پتہ نہیں یہ کیا چیزیں ہیں جو اس معاشرے کے اندر موجود ہیں اور اس طرح کے جرم کر رہے ہیں۔دنیا میں ہر جگہ پہ اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں۔حکومت کی تو خواہش یہی ہوتی ہے کہ نہ ہوں لیکن جناب سپیکر، سب اس بات پہ بھی Agree کریں گے کہ یہ بھی ناممکن ہے کہ ایک بندہ یا پولیس والا یا حکومتی اہلکار ہم ہر ایک صوبے کے ہر ایک انسان کے ساتھ ہم لگا دیں کہ اس کے پیچھے آپ پھرتے رہے کہ یہ کوئی غلط کام نہ کر لیں، یہ ناممکن کام ہے جی لیکن معاشرے میں ہم نے، اپنے معاشرے کو تھوڑا سا ہم نے دیکھنا ہے اور اپنی ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں، جب واقعہ ہو جاتا ہے اس کے بعد حکومت کی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ایک تو یہاں پر کہا گیا کہ حکومتی لوگ وہاں پر ان کو جانا چاہیئے تھا۔ہو سکتا ہے آنریبل ممبر کو پتہ نہ ہو لیکن ہمارے وزیر خزانہ اور صحت تیمور جھگڑا صاحب بیٹھے ہیں، یہ اور انفارمیشن جو ہمارے سپیشل

اسسٹنٹ ٹو چیف منسٹر ہیں، کامران بنگش صاحب، یہ گئے تھے دونوں اور ان کے گھر بھی گئے، ان کے ساتھ تعزیت ہمدردی بھی کی ہے اور میرے خیال میں اس کے اوپر کوئی ہم اپنے نمبر زیادہ کرنا یا کم کرنا یہ ہمارا اس میں کوئی اس طرح کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ امداد بھی جو حکومت کر سکتی ہے وہ ضرور دے گی میں ایشورنس دینا چاہتا ہوں۔ ہمدردی بھی اگر کی ہے تو وہ دل سے کی ہے اور وہ ہماری ذمہ داری ہے ہم نے کوئی اس کے اوپر اپنے نمبر بڑھانے نہیں ہے یا کم کرنے نہیں ہے۔ تیسری بات سر، ہماری حکومت کا اور Law Enforcement Agency کا یا پولیس کا کیا کام ہے؟ یہ میں آن ریکارڈ اس ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی کیسز ہوئے ہیں اس صوبے میں، Child abuse والا ایک بھی کیس Un-resolved نہیں رہا ہے سارے Case resolve ہوتے ہیں، اس میں Culprits کی Identification ہو جاتی ہے وہ پکڑے بھی جاتے ہیں اور ان کے خلاف قانونی کارروائی بھی ہوتی ہے۔ میں جس طرح خوشدل خان صاحب نے کہا ہے کہ Already پولیس نے ان کو یہ مطمئن بھی ہیں اور انہوں نے ایشورنس بھی دی ہے لیکن پولیس کو میں ریکویسٹ یہی کروں گا خوشدل خان صاحب ان باتوں کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں کہ کیس جب بنتا ہے Evidence gather کرنی پڑتی ہے، عدالت میں جواب دیتے ہیں تو عدالت Evidence کو دیکھتی ہے تب وہ سزا دیتی ہے تو میری ریکویسٹ یہ ہوگی کہ پولیس کے اوپر ہم یہ پریشر نہ ڈالیں کہ آپ آج شام تک ہمیں بندہ اٹھا کر دے دیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ جو اس پہ ایک مہینہ ہم نے کام کیا تھا وہ لیجسلیشن کیوں نہیں آرہی ہے ہمارے پاس؟ اسی پہ آئے۔

وزیر قانون: سر! میں، میں اس کے بعد اس پہ آؤں گا۔

جناب سپیکر: یہ چیز تو ہے دیکھیں اس میں اتنا عرصہ گزر گیا، ایک مہینہ ہم سب نے مل کے اس کے اوپر کام کیا انہی واقعات کے تدارک کے لئے اور اس میں بہت اچھی تجاویز ہیں۔ یہ جو آپ نے سوسائٹی کی بات کی، معاشرے کی بات کی، یہ ساری چیزیں اس میں ہیں چونکہ میں اس کو چیئر کر رہا تھا لیکن After that بار بار Concerned وزارت سے بات کرنے کے باوجود ہمارے سامنے کوئی چیز نہیں آرہی۔

وزیر قانون: سر، مجھے اگر دو منٹ آپ۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ دیں اور ہمیں ٹائم دیں۔

وزیر قانون: سر! مجھے اگر دو منٹ پہلے۔

جناب سپیکر: جی آپ کریں اس پہ بات But give me time کہ کب آپ لوگ ہاؤس کو اس کو لا رہے ہیں؟

وزیر قانون: میں آج کی آپ کو پراگریس بتانے والا تھا جی۔

جناب سپیکر: اوکے، اوکے اوکے۔

وزیر قانون: سر، میں صرف اس کیس کو تھوڑا سا کلیئر کر دوں۔ میں یہی ریکویسٹ کرنے جا رہا تھا کہ یہ ایشورنس میں دینا چاہتا ہوں کہ پولیس اس کے اوپر کام کر رہی ہے اس کیس کی میں بات کر رہا ہوں اور Culprits کو بھی پکڑا جائے گا لیکن ثبوتوں کے ساتھ تاکہ پھر آگے جا کے عدالت میں Conviction کی طرف ہم پھر جائیں یہ نہ ہوں کہ جلدی کریں اور اس میں کوئی کیس خراب نہ ہو جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: سر! تیسری بات جو Laws کے حوالے سے ہے، قوانین کے حوالے سے ہے۔ تو سر، جو Child Protection Act ہے جو ابھی موجود ہے، وہ بھی ایک اچھا قانون ہے برا قانون نہیں ہے جی۔ اس کے بعد آپ کی سربراہی میں سر، ایک کمیٹی بن گئی تھی اور اس کے اوپر بہت اچھا کام ہوا ہے، امنڈمنٹس ہوئی ہیں بلکہ آج آپ نے مجھے، پرسوں مجھے ڈائریکٹ کیا تھا کہ میں اس کے اوپر دیکھوں کہ وہ کہاں پر ہے۔ ابھی اسمبلی میں آنے سے پہلے چونکہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ اس کو دیکھتا ہے، میری سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری منظور صاحب سے میری بات ہوئی ہے اور انہوں نے آج اس کو Forward کر دیا ہے کیبنٹ کو کیونکہ لاء میں اس کے اوپر کام ہوا ہے، اسمبلی میں ہوا ہے، پھر لاء میں ہوا ہے، پھر سوشل ویلفیئر میں، آج انہوں نے کیبنٹ کو Forward کر دیا ہے جی اور میں نے ان سے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کیبنٹ کی میٹنگ دو تین دن میں نہیں ہے تو آپ اس کو Through circulation جو ہے کیبنٹ سے کروالیں تاکہ ہم اسی سیشن میں سر، میں نے یہ Committmant کی تھی کہ اسی سیشن میں ہم وہ امنڈمنٹس لا کے ان شاء اللہ اس ہاؤس سے ہم سب Unanimously ان کو پاس کروائیں گے۔ ٹائم لگ گیا جی لیکن ہم ایسا کوئی قانون نہیں لانا چاہتے تھے کہ اس میں پھر بھی کوئی Depict رہ جائیں۔ سر، جو اس وقت قوانین ہیں وہ بھی ہین فیلڈ کے اندر۔ پاکستان پینل کوڈ میں تو سر، سزائے موت موجود ہے اس وقت، سزائے موت سے بڑی سزا تو انسان کے بس میں تو کم از کم یا سٹیٹ کے بس میں تو ہے ہی نہیں۔ مسئلہ یہ نہیں ہے سر، مسئلہ Conviction rate ہے، تین پرسنٹ سر! یہ میں ریکارڈ

کے اوپر کہنا چاہتا ہوں تین پرسنٹ جو ہے Conviction rate ہے Serious crimes میں جس میں یہ Rape اور Child abuse کے کیسز بھی آتے ہیں تو اگر 100 میں سے آپ 97 کیسز جو ہیں وہ عدالتوں سے جا کے پھر وہاں پر بری ہو جاتے ہیں تو پھر ہم جتنا بھی سخت قانون لائیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس کے لئے سر، صرف قوانین نہیں ہم پراسیکیوشن کے اوپر بھی کام کر رہے ہیں ہم انویسٹی گیشن جو برانچ ہے پولیس کا اس کو الگ کر رہے ہیں تاکہ وہ ایک سپیشلائزڈ برانچ بن جائے۔ تو جب یہ انویسٹی گیشن اور پراسیکیوشن اور پھر جوڈیشری کے اندر جو ہم قوانین میں بہتریاں لا رہے ہیں تو یہ سارا ایک پیکج ہو گا جس کی وجہ سے پھر Conviction ہو پائے گی۔

<u>جناب سپیکر</u>: منسٹر صاحب! یہ بتائیں کہ قانون تو اپنی جگہ پہ ہے، پہلے بھی ہے اور ابھی ہم نے اور سخت کر دیا ہے، آج آئیں گے اسی Week پہ، لیکن جو باقی چیزیں ہیں اصل چیز قانون تو تھا، Implementation کا فقدان تھا، نمبر ون۔ نمبر ٹو یہ تھا کہ قانون تو ہم نے ایک Deterrent کے لئے بنا دیا، ہم اس کی Awareness campaign کیسے شروع کریں گے وہ ہم نے بہت ساری تجاویز دی تھیں، اب اس کے لئے تو میرے خیال میں قانون سازی کی ضرورت ہو گی یا نہیں ہو گی۔ Awareness campaign کی میں بات کر رہا ہوں کہ ان کے مقصد کو استعمال کریں گے، مکتب کو استعمال کریں گے، لوکل باڈیز کو At grassroots level، دیہات کی سطح پہ کہ ان لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ اگر آپ یہ جرم کریں گے تو You will be hang، آپ کو یہ یہ سزائیں ملیں گی۔ اب کیا اس کے لئے بھی قانون سازی ہو گی یا وہ کچھ اور پھر کام کریں گے یہ ذرا میں وضاحت کر رہا تھا۔

<u>وزیر قانون</u>: سر! میری گزارش یہ ہے کہ Awareness کوئی روکتا نہیں ہے جی۔ کوئی قانون ایسا دنیا میں نہیں ہے کہ حکومت کو یا کسی کمیونٹی کو وہ روکے کہ آپ Awareness نہیں کر سکتے ہیں لیکن آپ نے جب اس کمیٹی کو چیئر کیا تھا جی تو یہ آپ ہی کی Suggestion تھی اور اس کو کمیٹی نے Adopt بھی کیا تھا کہ ہم قانونی طور پر بھی یہ Awareness کو لے آئیں قانون کے زمرے میں تاکہ Statuary ہمارے اوپر حکومت کے اوپر کم از کم جو بھی حکومت فیوچر میں آئے سب پہ یہ لازم ہو کہ یہ Awareness جو ہے یہ موجود ہو۔

<u>جناب سپیکر</u>: یہ ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: تو سر، جب یہ قانون آئے گا ان شاء اللہ تو اس کے اوپر بھی کام ہوگا۔ میں سر، آخر میں ضرور یہ کہوں گا کہ اس کیس کے بارے میں چونکہ اب یہ والا کیس اس میں لوگ بھی گرفتار ہوئے ہیں، مجھے ابھی شوکت صاحب نے Update کیا ہے کہ لوگ گرفتار ہوئے ہیں ڈی این اے ٹیسٹ کا بھی مسئلہ تھا، اس میں کوئی پرابلمز تھے کیونکہ (مداخلت) ہاں مجھے پتہ ہے جی۔ مجھے پتہ ہے جی۔ تو اس میں، میں یہی بتا رہا ہوں نا؟ سر، بات یہ ہے جی کہ اس میں چونکہ جلایا گیا تھا وہ اس طرح کا ایک دلخراش واقعہ تھا تو، لیکن لوگ گرفتار ہیں۔ آپ تھوڑا سا انتظار کریں ان شاء اللہ 100% ابھی تک Culprits arrest ہوئے ہیں تمام کیسز میں اس کیس میں بھی وہ بچ کر نہیں جائیں گے۔

جناب سپیکر: ان شاء اللہ، ان شاء اللہ۔ اکرم خان درانی صاحب، کال اٹینشن نمبر 1525۔

جناب خوشدل خان ایڈووکیٹ: جناب سپیکر صاحب! میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بس اس پہ بات ہو گئی ہے خوشدل خان صاحب، Friday بھی ہے اب انہوں نے بھی کر دیا ہے۔ ساری چیزیں ہو گئی ہے۔

جناب خوشدل خان ایڈووکیٹ: میں ان کو ایک وضاحت دینا چاہتا ہوں، صرف ایک وضاحت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب خوشدل خان ایڈووکیٹ: سر، سلطان محمد صاحب تو بہت بہت میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں اور میرے خیال میں اس کو یہ ڈیوٹی بھی دی گئی ہے کہ بس آپ اسمبلی میں بیان دیتے رہیں اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ دو باتیں انہوں نے کہی کہ ایک قانون سازی کا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پریویس گورنمنٹ میں بھی قانون سازی کافی ہوئی اور اب بھی ہو رہی ہے لیکن ان کے رولز نہیں بن رہے۔ آپ ان سے پوچھیں کہ کتنی قانون سازی کے تحت رولز بنے ہیں جب ایک قانون بن جائے اور اس کے رولز نہیں ہوتے تو How they will be carry out؟ تو اس کا کس طرح مطلب ہے ان کے Apply کیا جائے، ایک۔ دوسری بات یہ کہ مالی امداد کے بارے میں تو اس نے کچھ بھی نہیں کہا ایشورنس ہے یا کیا ہے؟ مطلب اتنے پیسے خرچ ہو رہے ہیں اس ملک میں بے جا پیسے، تو ان کے لئے، غریبوں کے لئے ابھی اعلان کر لیں یا مطلب ہے آپ کوئی اس ہاؤس کو ایشورنس دے دیں کہ ہم نے غریبوں کو دے دیں کیونکہ یہ-----

جناب سپیکر: انہوں نے ایشورنس دے دی ہے، دی ہے۔

جناب خوشدل خان ایڈووکیٹ: اور یہ آپ کی ذمہ داری ہے، آئینی ذمہ داری ہے، ریاست کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس کے لئے اعلان کرلیں کوئی۔

جناب سپیکر: خوشدل خان صاحب! منسٹر صاحب نے کہا ہے، منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ان کو مالی امداد بھی دیں گے اور باقی تو چیزیں ساری انہوں نے تفصیل سے بتادی ہیں آپ کو نااور ایشورنس دے دی ہے، وہ ہو گئی ہے۔ اکرم خان درانی صاحب، کال اٹنشن 1525 جی۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر صاحب، آپ کا شکریہ۔ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1525۔ میں وزیر برائے محکمہ صحت کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ صوبائی حکومت اور انتظامیہ نے کورونا بیماری کی آڑ میں بے انتہاء کرپشن، بے قاعدگیاں، بدانتظامی شروع کی ہے، فنڈز بھی غیر متعلقہ اور غیر ذمہ دار لوگوں کو جاری کئے جارہے ہیں۔ ہسپتالوں کے کوئی مناسب انتظامات نظر نہیں آرہے ہیں اور صرف زبانی کلامی طور پر بلند و بانگ دعوے کئے جارہے ہیں۔ بازاروں اور مارکیٹوں کو غیر ضروری طور پر بغیر کسی پیشگی اطلاع کے بند کیا جارہا ہے۔ ایک ماسک کی آڑ میں لوگوں کو ہراساں اور بڑا جرمانہ کیا جارہا ہے۔ آج موجودہ صوبائی حکومت اور انتظامیہ نے خوف وہراس کا عجیب ماحول پیدا کیا ہے جس کی وجہ سے کاروباری لوگ تاجر اور عام لوگ بھی سخت پریشان ہیں۔ اس کے علاوہ سکولوں کی بندش اور کوئی صحیح پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے والدین بھی سخت کوفت اور ٹنشن میں مبتلا ہیں۔ جی میں اس پہ بات کرلوں، بعد میں کرلوں میں نے اس کے لئے ایک بڑی ایک تفصیلی۔۔۔۔

جناب سپیکر: کرلیں بات آپ۔

قائد حزب اختلاف: بات یہ ہے جی کہ کل بھی میں نے اس پہ بات کی تھی اور پھر شوکت یوسفزئی صاحب نے مجھے کہا کیونکہ ایک تو دوسری طرف سے تو یہ آوازیں بھی اچھی نہیں آرہی ہیں شاید میں زیادہ نہ سمجھاؤں لیکن اس نے کہا کہ کچھ Proof ہو آپ ثبوت لے کے آئیں، آج میں ثبوت کے ساتھ آیا ہوں اور وہ ثبوت یہ ہے کہ یہ آڈٹ رپورٹ ہے، نوٹ ہے اور اس کی ایک کاپی میں آپ کے حوالے کرتا ہوں اور باقی میں اس کے بعد صحافیوں کو بھی ایک ایک کاپی دوں گا جو اسی حکومت میں ایک رپورٹ آڈٹ کی آئی ہے، گورنمنٹ نے کافی کوشش بھی کی اس کو دبانے کی لیکن میرے خیال میں وہ ناممکن سی بات پہنچتی ہے ہر جگہ، اس میں میں صرف 85 اس کتاب میں یہ پورا میں نے دیکھ کے اس سے وہ نکات نکالے ہیں جس میں واضح کرپشن ہوئی ہے، بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔ نمبر ایک سے میں شروع کرتا ہوں ٹوٹل 85

ہیں آڈٹ رپورٹ میں۔ مشکوک خرچہ فوٹوسٹیٹ کی مشین پر کل خرچہ 48لاکھ روپے یعنی خصوصیات میں ردوبدل کیا گیا ہے۔ آپ کو بھی کاپی دے رہا ہوں پھر دیکھ لیں اور صحافیوں کو بھی، مشکوک خرچہ، اے سی کی خریداری پر مالیت ایک کروڑ 3لاکھ 8ہزار 506یعنی من پسند افراد، فرم کو ٹھیکہ دیا گیا ہے، یہ آڈٹ رپورٹ ہے۔ مشکوک خرچہ وینٹی لیٹر کی خریداری پر مالیت 5کروڑ 51لاکھ روپے یعنی کمیٹی نے یہ معلوم کیا کہ سیاہی پہ Made in USA لکھا گیا تھا جب وہاں پر آڈٹ والے گئے اور جب سٹکر کو ہٹایا گیا تو وہ Made in Chinaنکلا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: درانی صاحب! یہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ہے یا کونسی آڈٹ کی رپورٹ ہے؟

قائد حزب اختلاف: جی؟

جناب سپیکر: یہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ہے یا کونسی آڈٹ کی رپورٹ ہے؟

قائد حزب اختلاف: آڈٹ جس طرح آڈیٹر جنرل رپورٹ کے لئے لوگ بھیجتے ہیں۔

جناب سپیکر: آڈیٹر جنرل کی۔

قائد حزب اختلاف: جی جی۔

جناب سپیکر: یہ ہمیں آئی ہے اسمبلی میں یہ رپورٹ؟

قائد حزب اختلاف: یہ آپ کو نہیں آئی ہے یہ ایک نوٹ ہے۔

جناب سپیکر: بعد میں آئے گی؟

قائد حزب اختلاف: آپ کو بعد میں آئے گی میں پہلے پہنچا تا ہوں آپ کو کس طرح آئے گی دبانے کی کوشش کر رہی ہے تو پھر آپ کے پاس آئے یہ آپ کے بعد اس حکومت کے بعد میں آئے گی۔ اچھا یہ اس میں نمبر 4، کمپیوٹر کی خریداری میں گھپلا کیا گیا ہے یہ آڈٹ والے لکھتے ہیں، ٹوٹل مالیت ایک کروڑ 27لاکھ یعنی مارکیٹ میں کم قیمت پر تھی اور دفتر والوں نے مہنگے داموں پہ خرید لیا، (مداخلت) آپ ذرا اس وقت سمجھانے کی کوشش نہ کریں بیٹھیں اور بعد میں، میں تفصیل سے بات کر رہا ہوں آپ نوٹ کرتے جائیں۔

جناب تیمور سلیم خان (وزیر خزانہ): جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر خزانہ: اگر کال اٹینشن ہو گئی تو I think کہ جواب دے دیں۔

قائد حزب اختلاف: جی میں توجہ دلاؤنوٹس پہ آپ کو ثبوت دے رہا ہوں۔

وزیر خزانہ: یہ کال اٹینشن نوٹس ہے تو انہوں نے وہ پڑھ لیا اب جواب دینے دیں Its clear کہ یہ جواب-----

قائد حزب اختلاف: میں پڑھ کے آپ کو بتاتا ہوں آپ کو جواب۔

وزیر خزانہ: سر، کال اٹینشن پہ ڈیبیٹ نہیں ہوتی۔

قائد حزب اختلاف: اس طرح نہیں چلے گا۔ نمبر پانچ-----

وزیر خزانہ: سر! اس پہ ڈیبیٹ نہیں ہوتی یا پھر جو ہے-----

جناب سپیکر: درانی صاحب! ایک چیز میں عرض کرتا ہوں، درانی صاحب! ایک چیز میں عرض کرتا ہوں، ایک چیز میں، میری ایک چھوٹی سی درخواست سن لیں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: درخواست سن لیں چھوٹی سی۔

Minister for Finance: Sir! "**Procedure regarding Call Attention Notice.-** A Member may with the previous permission of the Speaker, call the-----

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر! ان کو سن لیں۔

وزیر خزانہ: آپ ہی یہ کتاب لہراتے ہیں، Right مجھے جواب دینے دیں۔ سر! یہ سامنے ہے، یہ خوشدل خان کو بڑا شوق ہے لہرانے کا یہ جو ہے "Chapter X-A, 52-A. **Procedure regarding Call Attention Notice**" سر، مجھے جواب دینے دیں میں ابھی اس کو جو ہے یہ سارا کلیئر کر دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف: میں آپ کے سامنے ثبوت رکھتا ہوں کہ شوکت یوسفزئی صاحب نے کہا کہ آپ ثبوت لے آئے۔

وزیر خزانہ: سر! میں ابھی بتاتا ہوں ثبوت کا میں بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: ذرا، ذرا آپ منسٹر صاحب کو سن لیں-----

(تالیاں/شور)

وزیر خزانہ: سر! یہ سن لیں ان کو جواب پسند آئے-----

(شور)

<u>جناب سپیکر:</u> اکرم درانی صاحب، میں میں، میری درخواست سنیں، میں یہ کہتا ہوں کہ ایک منٹ ان کو سن کے پھر آپ دوبارہ، دوبارہ Comments دے دیں۔ ایک دفعہ ان کو سن کے پھر آپ دوبارہ Comments دے دیں۔۔۔۔۔

(شور/نونو کی آوازیں)

<u>جناب سپیکر:</u> نہیں نہیں وہ بات کر رہے ہیں میں کہتا ہوں منسٹر صاحب کو ایک منٹ سن کے آپ دوبارہ فلور لے لیں۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> پہلے میں اپنی بات ختم کروں پھر یہ جواب دے دیں۔

<u>وزیر خزانہ:</u> Sir no debate on the statement خوشدل خان انگریزی نہیں آتی میرے خیال میں۔ Sir, I have an objection to this, this is against the rule of the Assembly let me answer پھر اس کے بعد یہ کہہ سکتے ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> میں آپ کو بتادوں، Speaker Sahib! You are the custodian of the House.

<u>وزیر خزانہ:</u> No Sir, No Sir، سر، یہ اپنی مرضی سے Rule کو نہیں Relax کریں یہ جواب سنیں گے اس کے بعد بولیں گے۔

<u>جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون):</u> پھر Rules ختم کریں جی۔ سر! یہ ہو سکتا ہے۔

<u>وزیر خزانہ:</u> سر! پھر Rules ختم کر دیں، اتنے Seasoned Parliamentarian سے میں نہیں Expect کرتا۔

(قطع کلامیاں)

<u>جناب سپیکر:</u> میری، میں نے آپ سے کہا تھا درانی صاحب، میری عرض سن لیں ایک عرض سن لیں آپ نے وہ Read-out کر کے ساری چیزیں دے دی، اب ان کا جواب سن لیں آپ دوبارہ فلور لے لیں اب یہ جو چیزیں آپ یہاں پڑھ رہے ہیں نا یا تو ہمیں اسے کمیٹی میں لے جانا پڑے گا یہ کمیٹی میں آئیں گی۔

(قطع کلامیاں)

<u>وزیر خزانہ:</u> سپیکر صاحب! سب سے Seasoned Parliamentarian ہے، ان کو تھوڑا سا جو ہے اسمبلی کے رولز کی قدر ہونی چاہیئے اور ابھی جو ہے وہ۔۔۔۔۔

(شور)

وزیر خزانہ: سپیکر صاحب اگر جواب انہوں نے سننا ہے تو بتادیں اب۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وہ ہمیں Table نہیں ہوئی ابھی۔

(قطع کلامیاں)

وزیر خزانہ: سر! اس کا جواب ابھی ڈیپارٹمنٹ نے دینا ہے اب جو ہے یہ، سپیکر صاحب! یہ صرف جو ہے پوائنٹ سکورنگ کے لئے Latent violation of the rule, latent violation of the rule by the most, سر! آپ، آپ You are the custodian of the rule اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو بالکل یہ بولیں اگر نہیں پہلے یہ جواب سنیں اس کے بعد جو انہوں نے کہنا ہے وہ بالکل کہیں۔

(قطع کلامیاں)

وزیر خزانہ: سر! کرپشن والے کرپشن کے الزامات نہ لگائیں، کرپشن والے کرپشن کے الزامات نہ لگائیں At least to listen to the answer now اس کے بعد پھر دیکھتے ہیں، سپیکر صاحب! میں، نہیں جی، سپیکر صاحب یہ، یہ جو ہے۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: درانی صاحب! یہ 2015-16 اور 2016-17 کی رپورٹ ہے، یہ ہمیں، ملی ہوئی ہے اس پہ ہم کام کر چکے ہیں، 2015-16 کی رپورٹ تیار ہو رہی ہے پی اے سی میں اور ابھی 2016-17 ہم اگلے Week میں لے لیتے ہیں اور آپ کو پتہ ہے اس میں اپوزیشن بیٹھی ہوئی ہے اور زیادہ یہ سارے اس میں کرتے ہیں۔ تو Already یہ اسمبلی اس پہ کام کر رہی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تو آپ منسٹر صاحب کو سن لیں، اس کے بعد آپ دوبارہ فلور لے لیں نا۔ میں اکرم درانی صاحب کو دوبارہ فلور دیتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں میں دوبارہ فلور دیتا ہوں آپ کو دوبارہ دیتا ہوں۔ دیکھیں جس قانون کا وہ حوالہ دے رہے ہیں وہ بھی ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف: یہاں پر یہ ایک کروڑ روپیہ سپیکر صاحب! ایک کروڑ روپیہ یہاں پر صرف شوکت خانم کے جو مہمان آئے ہوئے تھے اس کی Payment کی۔۔۔۔

(اوہ اوہ کی آوازیں)

جناب سپیکر: کونسے مہمان؟

قائد حزب اختلاف: ایک کروڑ روپیہ امارات ہوٹل کو دیئے ہیں، ایک کروڑ روپیہ امارات ہوٹل کو دیئے ہیں، شوکت خانم کے لوگ آئے تھے اس کی Payment آپ کی صوبائی حکومت نے کی ہے اور ایک کروڑ روپے صرف ان مہمانوں پہ لگے ہیں، اسی رپورٹ میں ہے تو اگر آپ ہمیں موقع نہیں دیتے تو پھر ہمیں یہاں بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں ہم آپ کو موقع دیں گے۔

قائد حزب اختلاف: پھر تو یہاں پر اس اسمبلی میں ہمیں کیا ضرورت ہے پھر۔

جناب سپیکر: ہم آپ کو، درانی صاحب موقع دوں گا میں آپ کو، آپ ان کو سن لیں اس کے بعد دوبارہ فلور لے لیں۔ اس کو میں دے رہاں موقع۔۔۔۔

(شور)

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: اس میں کیا ہے یہ ختم کریں پھر وہ جواب دے دیں۔

قائد حزب اختلاف: میں ختم کروں وہ جواب دے دیں۔ اگر سپیکر صاحب! آپ اپوزیشن لیڈر کو ٹائم نہیں دے سکتے میرے ممبر کو کس طرح آپ ٹائم دیں گے؟۔۔۔۔

(شور)

قائد حزب اختلاف: سن لو ناں، سن لو، سن لو۔

جناب سپیکر: دو منٹ ان کی بات سن لیں جو آپ نے تحریک، دیکھیں This is۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بابک صاحب! یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے ٹھیک ہے ایک منٹ ان کا جواب سن کے دوبارہ فلور میں دیتا ہوں آپ کو۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں دوبارہ فلور دیتا ہوں، میں دوبارہ فلور دوں گا آپ کو میں آپ کو دوبارہ فلور دیتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی بابک صاحب!

جناب سردار حسین: شکریہ جناب سپیکر۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کو ایک منٹ سنیں دوبارہ اکرم درانی صاحب کو فلور دیتا ہوں، نگہت صاحبہ! بیٹھیں آپ پلیز، میری بہن بیٹھیں نا میں دوبارہ آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی بابک صاحب!

جناب سردار حسین: شکریہ، شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب، میں تو حکومت سے ریکویسٹ کروں گا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن جب بولتے ہیں تو میرے خیال میں کوئی Rule کی Violation نہیں ہے لیکن اخلاق بھی کوئی چیز ہے، کل ان کا لیڈر آف دی ہاؤس آئے گا ہم اگر اس طرح کا ماحول Create کریں گے تو ان کو کس طرح لگے گا۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے (تالیاں) اتنا تو ان کو معلوم ہونا چاہیئے یعنی ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن بات کرتے ہیں تین منٹ انہوں نے شور شرابہ کیا، یہ توٹوٹل تین منٹ کی بات تھی لیکن ہمیں دھمکی نہ دیں، ہمیں اس طرح نہیں کریں گے لیکن ان کو خود سوچنا چاہیئے۔ اول تو جس طرح لیڈر آف دی اپوزیشن نے بتایا کہ لیڈر آف دی ہاؤس نے تو شاید پانچ سال کی چھٹی لی ہے ہاؤس سے لیکن آنا تو اس نے یہاں پر ہے نا، کل اگر وہ یہاں پہ آتے ہیں وہ بات شروع کرتے ہیں اور ہم سارے کھڑے ہوں گے تو ان کو کیسا لگے گا۔ تو برائے مہربانی لیڈر آف دی اپوزیشن کو بات کرنے دیں، دیکھیں توجہ دلاؤ کیا ہوتا ہے ہم تو توجہ دلانا چاہتے ہیں اپوزیشن کی، سوری حکومت کی کہ وہ دیکھیں اگر کرپشن کے حوالے سے لیڈر آف دی اپوزیشن کوئی بات کرنا چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں، آرام سے سنیں اور آرام سے جواب دے دیں ہم آرام سے جواب سن لیں گے۔ تو میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو آپ بات کرنے دیں Otherwise تو پھر ہم واک آؤٹ کر لیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں پہلے آپ کمپلیٹ کریں اپنی بات، اکرم درانی صاحب! کمپلیٹ کر لیں اپنی بات۔

قائد حزب اختلاف: مہربانی، مہربانی سپیکر صاحب۔ (تالیاں) شکریہ جی آپ کا۔ جناب! نمبر پانچ پہ کارڈیالوجی وصولی کی مد میں 15 لاکھ 41 ہزار روپے کی خرد برد ہوئی ہے یعنی اصل میں آپریشن ہو چکا ہے لیکن ہسپتال والوں کے اکاؤنٹ میں پیسے جمع نہیں کئے ہیں۔ اسٹنٹ کی مد میں غیر قانونی ادائیگیاں ہوئی ہیں، مندرجہ ذیل ہیں، ایک کروڑ 97 لاکھ روپے 26 لاکھ 64 ہزار روپے 17 لاکھ روپے یعنی یہ

ادائیگیاں Bidding documents کے بغیر ہوئی ہیں۔ انجیو گرافی مشین کی خریداری میں غیر قانونی ادائیگیاں ہوئی ہیں، 13 کروڑ 19 لاکھ روپے اضافی ادائیگیاں بھی ہوئی ہیں۔ 43 لاکھ روپے یعنی ٹھیکیدار کو Undue favour دی ہے انکم ٹیکس جرمانہ سیکورٹی اسٹامپ ڈیوٹی کی مد میں، سی ڈی کی خریداری میں 3 لاکھ 6 ہزار روپے کا گھپلا کیا گیا ہے مارکیٹ ریٹ کم اور ہسپتال انتظامیہ نے زیادہ قیمت پر خریدی ہے۔ سی ڈی اور ای سی جی سٹیکر کی خریداری میں 10 لاکھ روپے کا گھپلا کیا گیا ہے۔ غیر ضروری خرچہ جس کی مالیت 2 لاکھ 12 ہزار روپے اینجو گائیڈ میٹریل شیٹ کی خریداری میں غیر قانونی خرچہ کیا گیا ہے، کارڈیالوجی ڈسپوزیبل کی خریداری میں اس کو 105 ملین یعنی 10 کروڑ 50 لاکھ روپے، مزید برآں حکومت کو 47 لاکھ روپے کا نقصان دیا گیا ہے، یعنی ٹھیکیدار کو ہائی ریٹ دیا گیا ہے اور مارکیٹ ریٹ کم ہیں۔ ٹرینڈ ڈیل کے عمل میں ٹھیکیدار کو غیر قانونی ادائیگیاں کی ہیں جس کی مالیت 13 کروڑ 95 لاکھ۔ دوسرا حکومت کو جو نقصان دیا گیا ہے ایک کروڑ 62 لاکھ روپے ساری ادائیگیاں غلط طریقے سے ہوئی ہیں کارڈیالوجی ڈسپوزیبل کی مد میں، غیر قانونی ادائیگیاں ہوئی ہیں 30 لاکھ ہیومن ریسورس ڈائریکٹر کو سیلری کی مد میں، اپنی من پسند افراد کنڈم یا Unserviceable سامان کا ٹھیکہ بغیر کسی آکشن کے اور حکومت کو 33 لاکھ 73 ہزار کا نقصان دیا ہے مشکوک ادائیگیاں یعنی ایک کروڑ 39 لاکھ روپے لیپروسکوپ کی خریداری میں یعنی بیڈنگ ڈاکومنٹس کے بغیر، مشکوک ادائیگیاں روم رینٹ کی مد میں مریضوں سے تین لاکھ 45 ہزار، Overpayment ہوئی ہیں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی مد میں 61 ہزار اور 33 ہزار روپے یہ بندہ آر ایم آئی میں کام کرتا ہے اور تنخواہ ایل آر ایچ سے لیتا تھا۔ غیر قانونی ادائیگی ہوئی ہے اسسٹنٹ منیجر ایکسیڈنٹ کی مد میں جس مالیت 6 لاکھ 75 ہزار روپے یعنی سلطان محمود نامی شخص جس بھرتی ہوا وہ لکی مروت میں بارہ میں تھا اور یہاں پر پرائمری ہیلتھ کیئر ٹیکنیشن کی پوسٹ میں تعینات تھا اور اس سیٹ کا اہل نہیں تھا۔ لیبارٹری فیس کی مد میں 3 کروڑ 82 لاکھ روپے کم جمع کئے ہیں جو لیبارٹری کے فیس کے چارجز ہیں، غیر قانونی بھرتی چارج نرس اور میل نرس دوائی کی مد میں دس لاکھ کی مشکوک ادائیگی ہوئی ہے۔ غیر قانونی غیر تصدیق شدہ ادائیگی ہوئی ہے 18 لاکھ 22 ہزار 560 روپے دوائی کی خریداری میں، دوائی کی خریداری میں 54 لاکھ 75 ہزار 850 روپے کے خلاف قاعدہ، خلاف قاعدہ ادائیگی ہوئی ہے۔ خلاف قاعدہ ادائیگی ہوئی لیبارٹری کی سامان کی خریداری میں جس کی مالیت ایک کروڑ 12 لاکھ روپے۔ کیمیکل کی خریداری میں، خلاف قاعدہ خرچہ ہوا ہے جس کی مالیت 8 لاکھ 82 ہزار 873 روپے دوائی خریداری میں۔ خلاف قاعدہ

ادائیگیاں ہوئیں ہیں ٹھیکیدار کو جس کی مالیت 50 لاکھ 59 ہزار دو سو روپے کینولا کی خریداری میں مشکوک ادائیگیاں ہوئی ہیں جس مالیت 58 لاکھ 66 ہزار 750، انجکشن کی خریداری میں خلاف قاعدہ ادائیگیاں ہوئی ہیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> وہ پوائنٹ آگیا نا، پوائنٹ آگیا آپ کے بقول۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> نہیں نہیں وہ 50 کروڑ تو بعد میں ہے نا، 50 کروڑ پہ میں آرہا ہوں۔

<u>جناب سپیکر:</u> اس کا کوئی حل نکالتے ہیں نا؟

<u>قائد حزب اختلاف:</u> وقت سے پہلے سیکورٹی لی ہے یہ میں وہ موٹی موٹی آپ کو بتا دیتا ہوں جو 50 کروڑ اور اس طرح ہیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> 50 کروڑ والی بتا دیں۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> او پی ڈی اور گائنی کی وصولی میں 37 لاکھ روپے کی اور بیٹی گرلز گارمنٹس ایمبولنس کی مد میں امریکن ڈالر 34 ہزار 800۔ ہسپتالوں کی وصولیوں سے 12 کروڑ 90 لاکھ سے زیادہ مختلف مد میں جو پیسہ ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ 49 کروڑ 90 لاکھ سے زیادہ Invest نہیں کیا گیا جو مختلف اکاؤنٹس میں پڑے تھے، ہسپتال کو نقصان دیا ہسپتال انتظامیہ نے صوبائی حکومت کو 6 کروڑ 68 لاکھ روپے نقصان دیا ہے۔ حالانکہ ایل آر ایچ اکاؤنٹ میں اس وقت 27 کروڑ 41 لاکھ اور 40 ہزار روپے تھے غلط بیانی کی گئی فنانس ڈیپارٹمنٹ کو کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں اور اس کے اکاؤنٹ میں تھے ادھر سے بھی پیسے لئے اور یہ اس سے مانگے ہیں۔ 6 کروڑ 15 لاکھ روپے جو Invest نہیں کیا گیا، مشکوک ادائیگیاں سرجیکل کی مد میں 19 لاکھ روپے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> اب ہو گیا نا کافی ہو گیا نا؟ پوائنٹس آگئے مہربانی کریں۔ آپ منسٹر صاحب کو سن لیں۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> یہ اجلاس آپ نے گپ شپ کے لئے بلایا ہے یا یہاں پر اس صوبے کو چلانے کے بلایا ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> نہیں نہیں، نہیں نہیں گپ شپ کے لئے نہیں۔ دیکھیں اس کے اوپر ہمارے پاس یہ رپورٹ آچکی ہے اور اس میں ابھی تک۔ عنایت اللہ صاحب اس کے ممبر ہیں۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> ابھی تک اگر رپورٹ آئی ہے آپ کے سیکرٹری نے آپ کو بتایا، آپ نے اپوزیشن کو اعتماد میں اس رپورٹ پہ لیا ہے؟۔۔۔۔

جناب سپیکر: عنایت اللہ صاحب اس کے ممبر ہیں۔

قائد حزب اختلاف: آپ نے مجھے بتایا ہے یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کنڈی صاحب بھی اس کے ممبر ہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب کو دیں گے تو آپ اپوزیشن لیڈر کو بھی ایک کاپی مہیا کریں گے۔

جناب سپیکر: یہ تو ہوا ہو گا، ہاؤس میں Lay ہوئی ہو گی یہ رپورٹ۔ کیوں جی یہ ہاؤس میں Lay نہیں ہوئی؟ ہاؤس میں Lay نہیں ہوئی یہ رپورٹ؟

قائد حزب اختلاف: 4 کروڑ 42 لاکھ روپے بغیر آڈٹ کے خرچہ کیا گیا ہے جو ایل آر ایچ میں آڈٹ اس کی گئی ہے۔ ایک کروڑ 57 لاکھ روپے (مداخلت) یہ سن لیں، یہ سن لیں پھر بس پھر چھوڑتا ہوں، پھر صاف صاف کہہ دوں گا۔

جناب سپیکر: جی درانی صاحب۔

قائد حزب اختلاف: یہ Entertainment کی مد میں ایک کروڑ 57 لاکھ روپے شوکت خانم کی ٹیم پر اور اس کا ٹھیکہ امارات ہوٹل کو بغیر ٹینڈر کے دیا گیا ہے۔

(شور اور قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف: شوکت خانم سے ٹیم آئی ہے، شوکت خانم کو ہم چندے دے رہے ہیں اور اس سے ٹیم آئی ہے اس کے کھانے کے لئے ہم ایک کروڑ روپے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں اب کافی ہو گیا ہے، اب مہربانی کر دیں۔

قائد حزب اختلاف: اور آپ یہ بھی معلوم کریں کہ یہ امارات ہوٹل پی ٹی آئی کا ہے یا کسی اور پارٹی کا ہے؟ میں اس آدمی کا نام نہیں لیتا میں احترام سے بات کرتا ہوں لیکن یہ امارات ہوٹل کس کا ہے، کیوں اس کو دیا گیا ہے؟ ابھی اشتہارات، اشتہارات انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کو نہیں دیئے ہیں، ڈائریکٹ دیئے 17 کروڑ اور 72 لاکھ کے اشتہارات بغیر انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے آئے ہیں۔ میرے خیال میں جی یہ عجیب عجیب سی بات ہے۔ ابھی یہاں پر ایک کلرک ہے، کلرک ہے وہ ہاسپیٹل ڈائریکٹر مقرر کیا گیا ہے اور جب میں نے وزیر صحت کے نوٹس میں لایا تھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی ابھی ہمیں اس کے حل کی طرف لے جانے دیں۔

قائد حزب اختلاف: تو میرے وزیر صاحب نے، میرے وزیر صاحب نے اس کو کہا تھا کہ یہ بورڈ کی اجازت ہے کہ عام بندے کو بھی لگا سکتے ہیں۔ اگر وہ ڈاکٹر نہ ہوں، آپ اس وقت لگا سکتے ہیں جب آپ کے پاس کوالیفائیڈ بندہ نہ ہو، آپ کس طرح ایک ڈائریکٹر کو، آپ Non qualified آدمی کو لگاتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: درانی صاحب! پلیز پلیز آپ میری ریکویسٹ سنیں گے پلیز۔ دیکھیں آپ نے کافی ٹائم لے لیا اب ان کو موقع دیں کہ جتنے آپ نے الزامات لگائے ہیں وہ Clarification دیں۔

قائد حزب اختلاف: اور الیکشن کمیشن نے ارشد جاوید کو منتخب کیا تھا لیکن اس کو نظر انداز کرکے انہوں نے، یہ اتنی لسٹ ہے کہ میں ابھی اس کو صحافیوں کو دوں گا لیکن میرے خیال میں میرے وزیر صاحبان جو ہیں اتنے طیش میں نہ آئیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو موقع دیں۔

قائد حزب اختلاف: تھوڑا سا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر: نہیں وہ Clarify کریں گے ان شاء اللہ۔ جمعہ بھی ہے He will clarify۔

قائد حزب اختلاف: جمعہ ہے تو جمعہ کے بعد دوبارہ شروع کریں میں بیٹھتا ہوں نا؟

جناب سپیکر: چلیں جی منسٹر صاحب!۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: کیا جلدی ہے؟

جناب سپیکر: چلیں جی منسٹر صاحب۔ وہ تو ہمیں لے لیتے ہیں نا آپ سے لسٹ نا؟

جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون): یہ تو Fake ہے جی۔

Mr. Speaker: Minister for Health, to respond, please.

جناب تیمور سلیم خان (وزیر صحت): سپیکر صاحب! مجھے شدید اعتراض ہے کیونکہ جو رپورٹ یہ پڑھ رہے ہیں Knowing یہ جان کے جو ہے Mislead کرتے ہیں پبلک کو اور اگر پہلے تو ان کو کورونا کہ کوئی فکر کرتے تو یہ جو یہاں پہ جو دو تین ہزار لوگ جمع کئے تھے یہ نہ جمع کرتے اور اپنے سٹیج پر ان کے جو لوگ کم از کم جو دو لوگوں نے ٹیسٹ کیا جو دو لوگوں نے ٹیسٹ کیا ہے وہ Positive ہے۔ ہاں جی اب اس کا جواب سن لیں۔ سپیکر صاحب! ابھی ان کو جواب سننا چاہیئے۔

جناب سپیکر: ابھی اس کو سن لیں پھر آپ بات کرلیں۔ میں آپ کو پھر موقع دے دوں گا۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! مجھے ٹائم دے دیں جی۔

وزیر صحت: بالکل بالکل ٹائم آپ کو بہت ملے گا۔

جناب سپیکر: ان کی بات سن لیں اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو اور ٹائم لے لیں نا؟

وزیر صحت: سپیکر صاحب! ان کو بلکہ ابھی ٹائم دے دیں اتنا بڑا انہوں نے جو کہنا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات سن لیں اگر آپ Satisfy نہ ہوئے تو کسی اور حل کی طرف جائیں گے پھر۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب! ان کا کوئی اختیار نہیں ہے یہ برکی صاحب چلا رہا ہے لندن سے، یہ چیف منسٹر صاحب نے ڈاکٹروں کے سامنے کہا ہے اور برکی صاحب کہتا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر صحت: جی۔

جناب سپیکر: ابھی ان کو موقع دیں ان کا حق بنتا ہے کیا کریں، آپ کر چکے ہیں باتیں، اس کے بعد آپ کو پھر موقع دے دوں گا نا؟ اب آپ پوری راماین تو نہیں پڑھ سکتے ہیں درانی صاحب! بس نا چلیں چلیں منسٹر صاحب۔

وزیر صحت: سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: خیر ہے پھر کر دیں پھر بتا دیں، دے دوں گا۔ جی جی منسٹر صاحب۔

وزیر صحت: سپیکر صاحب! پہلے میں تھوڑا سا مزاحیہ نوٹ پہ I thought کہ درانی صاحب بڑے Experienced ہیں کہ ان کو لندن اور امریکہ میں فرق کا پتہ ہوگا۔ برکی صاحب امریکہ میں ہیں لندن میں نہیں ہیں، تو خیر وہ Geographical correction کرتے ہوئے سپیکر صاحب، میرے سے آپ سب کو بہتر پتہ ہے کہ آڈٹ پیرا کا کیا پروسیجر ہوتا ہے۔ یہ جو Report leak ہوئی تھی، یہ وہ Preliminary report ہے جس پہ سیکرٹری صاحب کے ساتھ انہوں نے بیٹھنا ہے، انہوں نے جواب دینا ہے، اس کے بعد کہیں وہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں آئے گا۔ This is highly irresponsible اور اسی وجہ سے کیونکہ کل اگر اس کے بعد کوئی آفیسر کوئی Honest officer، اس لئے پروکیورمنٹ نہ کرے کہ درانی صاحب جو ہے اس Type کی Political statements دیتے ہیں تو جو Loss of life ہوگی یہ ذمہ دار ہوں گے۔ سپیکر صاحب، جواب ہم دیں گے یہ ایک ایسا وقت تھا جہاں پہ ایک دن ماسک پندرہ روپے کا، ایک دن سو روپے، ایک دن دو سو روپے میں۔ ایک دو چیزیں کہوں گا۔ ہاں ہاں جواب سن لیں، جواب سنیں جواب۔ انہوں نے For example کہا کہ Without

bidding documents، اب ڈیٹیل میں فی الحال میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا لیکن انہیں پتہ ہے کہ ایک ایمرجنسی لگ چکی تھی، ایمرجنسی لگی ہوتی ہے جس میں ایمرجنسی پروکیورمنٹ ہوتی ہے۔ اس وقت جو حالات تھے، جو ماڈلز تھے، جو ان کے اپوزیشن کے لیڈر مجھے یاد ہے خواجہ آصف صاحب نے نیشنل پارلیمنٹ میں بتائے تھے کہ ماڈلز یہ دکھا رہے تھے کہ تین چار لاکھ Deaths ہو سکتی تھیں، جولائی اگست میں اس وقت میں پروکیورمنٹ ہوئی، کسی نے چوری کی، کسی نے ایمرجنسی پروسیجر کو غلط استعمال کیا، ان سے ہم بہتر ان کو سنبھالنا جانتے ہیں ان کو سنبھالیں گے اس کی یہ فکر نہ کریں لیکن میں کیوں اس بات پہ Stress کر رہا ہوں۔ جب تک لوگ Honest officer کے Honest کاموں کو جو وہ Risk لیتے ہے، اس کو Controversial بنائیں گے تو پھر یہاں پہ کوئی Sign نہیں کرے گا، یہ جان بوجھ کے کر رہے ہیں۔ جیسے یہ جان بوجھ کے جلسے کر رہے ہیں، چاہتے تھے کہ یہاں پہ کوئی ان کو Arrest کرے، چاہتے یہ ہیں کہ کورونا پھیلے، چاہتے یہ ہیں کہ اموات ہوں، چاہتے ہیں کہ ہاسپیٹلز بھریں، وہ تو ان کی جو ان کا ایک مقصد تھا وہ تو پورا ہو گیا کیونکہ جو بارہ اور تیرہ پرسنٹ جو Possivity تھی وہ چھ دن میں بیس پرسنٹ تک پشاور کی چلی گئی۔ آج ایل آر ایچ کو اپنی Capacity بڑھانی پڑی، آج KTH Full ہے، ان کو اپنی Capacity بڑھانی پڑی۔ آج ایچ ایم سی نے اپنی Capacity بڑھائی ہے، کل نوے مریض تھے آج ایک سو ایک ہیں، کل نوے بیڈز تھے آج ایک سو پچاس بیڈز ہیں۔ یہ کیا چاہتے ہیں کہ ان ہسپتالوں میں کوئی کاغذ کو ہاتھ ہی نہ لگائے۔ Due they want to responsible for more deaths مطلب ہے ایک مذاق ہے، ایک آپ نے ایک کوسچن پوچھا اور اس سوال کا جواب سنیں۔ اس کے بعد پھر آپ جو ہے وہ رپورٹ جو In process ہے جو آپ جانتے ہیں کہ In process ہے، میرے حساب میں تو یہ جرم ہے۔ Moral جرم تو ضرور ہے Because اس کا نقصان جانوں میں ہو گا۔ آئیں یہاں پہ رپورٹ پی اے سی کی آئی ابھی تک جو ہے جیسے آپ کہہ رہے ہیں 16 اور 17 کی پڑھی جا رہی ہے۔ انہی کے زمانے کے لگائے ہوئے جو ہے آڈیٹرز ہوتے ہیں جو Capacity ہے گورنمنٹ میں وہ ان لوگوں کی ہیں جو ان کے وقت کے لگائے ہوئے ہیں۔ میں نے سپیکر صاحب، پی اے سی کی ایک Meeting attend کی تھی، اس میں مجھے یاد ہے کہ پہلا جو Headline تھا وہ تھا اور مجھے یاد ہے کہ یہ درانی صاحب کے وقت کا ہی وہ تھا کوئی پتہ نہیں کہ کتنی ارب روپے کی کرپشن ہوئی ہے گندم میں، وہ جب میں نے پڑھا تو (مداخلت) سر! جواب سن لیں نا میں آپ کو Defend کر رہا ہوں۔ سر! جواب جواب سنیں میں Defend کر رہا ہوں، ان کے

مقصد کی بات کر رہا ہوں تو میں نے کہا اس میں ایشو کیا تھا۔ اس میں ایشو کیا تھا کہ کوئی کاغذ نہیں Sign ہوا تھا، تو میں نے کہا کہ یہ کرپشن تو نہیں ہے، رائٹ، پی اے سی ایک چیز آتی ہے وہاں پہ پی اے سی یہ Decide کرتی ہے، نہیں کی تھی اس چیز میں مجھے باقی نہیں پتہ، بہت سے الزامات تھے اس میں نہیں ہے میں آپ کو ایک Example دے رہا ہوں۔ کیونکہ اگر اہم اس طرح In process آڈٹ کا جو کام ہوتا ہے وہ یہاں پہ Item by item پڑھنے لگیں اور وہ جو ہے کل کے اخباروں میں اس طرح ہو جیسے کہ وہ لوگ جو ہیں وہ Convicted ہیں تو پھر یہاں پہ کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا، اس کی Importance کا سب کو جو ہے وہ پتہ ہونا چاہیئے۔ پوائنٹ سکورنگ اپنی جگہ ہو گی جا کے یہ جلسے کریں شاہد اس لئے ابھی یہاں پر آ گئے ہیں کیونکہ ان کے پاس لوگ تو وہاں پہ نہیں آئے بلکہ مجھے تو یہ حیرت ہے سپیکر صاحب، کہ جب اے این پی نے جلسہ کیا تھا تو اس سے زیادہ لوگ تھے، جب جے یو آئی نے کیا تھا تو اس سے زیادہ لوگ تھے۔ جب مل کے کیا تو وہ لوگ آدھے ہو گئے، پتہ نہیں یہ، مجھے لگتا ہے کہ وہ کم از کم حکومتی جو ہدایات تھیں اس پہ لوگوں نے عمل کیا۔ یہ تو ایک Fact ہے، یہ تو ایک Fact ہے۔ میں تو کہہ رہا تھا کہ صرف اس پہ آپ بولیں، میں بھی صرف اس پہ بولوں گا۔ آپ ذرا لمبے چلے گئے۔ تو میرے خیال میں یہ ایک دو باتیں جو ہیں وہ مناسب ہیں۔ سپیکر صاحب! اس پر میں کیا کہوں۔ جو یہاں پہ انہوں نے وہ کیا تھا بات جو ہے کہاں سے کہاں چلی گئی لیکن میں دوبارہ سے کہتا ہوں کہ ہماری کرپشن کے لئے Zero tolerance ہے۔ یہ آڈٹ پر اسیس جائے گا لیکن جہاں تک میں نے دیکھا ہے، بہت سے بنیادی Errors تھے۔ سیکرٹری صاحب نے Already اپنا جواب جو ہے وہ تیار کیا۔ میں آپ کو ان Masks کی مثال دے دیتا ہوں۔ ایسا ٹائم تھا اور ہمارے پاس وہ Analysis ہے جب ایک Simple surgical mask بھی مارکیٹ میں نہیں مل رہا تھا، ایمرجنسی ان چیزوں کے لئے ہوتی ہے جہاں پہ کسی نے کوئی جرم کیا ہو گا، جہاں پہ کوئی چوری ہوئی ہو گی تو جی میں نے کہا کہ ہم خود پکڑیں گے، ہم خود Announce کریں گے، ان کی بتانے کی ضرورت جو ہے ہمیں نہیں ہو گی۔ Unresolved paras کو لانا، اگر یہ ایک، ہر وقت اپوزیشن جو ہے، ہر وقت (مداخلت) خوشدل خان صاحب وہ کتاب تو چھوڑیں نا، ابھی میں کتاب آپ کو دکھا رہا تھا تو آپ نہیں مان رہے تھے تو ابھی آپ کیا کتاب پڑھیں گے؟ سپیکر صاحب! سپیکر صاحب! میں ایک بار پھر یہی کہوں گا کہ یہ Unresolved paras لانا جو ہے، ایک وجہ ہوتی ہے رولز کی، وہ اسی لئے ہوتی ہے کیونکہ اس طرح ہم لفٹ رائٹ جو بھی کرنا چاہیں کر سکیں۔ باہر تو یہ قانون نہیں مانتے، اسمبلی میں بھی یہ قانون نہیں مانتے، نہ

قانون مانتے ہیں نہ روایات مانتے ہیں۔ اگر کہیں پہ کوئی ایسا کوئی بندہ ہوگا جو کہ کرپشن کرتا ہوگا، اس کی پرواہ نہیں ہے لیکن جو لوگ دن رات محنت کر رہے ہیں کہ ان کو بھی کام سے روکیں، شاید یہ ان کا مقصد ہے لیکن ہم ان کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ آج مجھے فخر ہے یہ جو یہ پرفارمنس کی بات کرتے ہیں میں اس سے ہی End کروں گا۔ شہرام خان نے کام شروع کیا تھا 14-2013 میں، اایک وژن تھی کہ ہم شروع کریں، غریبوں کو جو ہے ہیلتھ کا علاج مفت کر دیں، اس صوبے کا ہیلتھ سسٹم اٹھائیں۔ سپیکر صاحب، دو دن پہلے ہم آپ کے ساتھ ایبٹ آباد میں تھے۔ نو اضلاع 65 لاکھ لوگ، ان سب کو ہم نے 10 لاکھ روپے فی سال فی فیملی کی ہیلتھ انشورنس دی۔ اس سے پچھلے مہینے سات اضلاع 70 لاکھ لوگوں کو 10 لاکھ روپے فی خاندان فی سال کو انشورنس دی اور ان شاء اللہ 31 جنوری تک، 31 جنوری تک پورے خیبر پختونخوا میں ایک بھی شخص نہیں ہوگا جس کی فیملی کو 10 لاکھ روپے فی خاندان فی سال کی انشورنس نہیں مہیا ہوگی اور وہ اس کو پشاور میں، بنوں میں، ڈی آئی خان میں، چترال میں بلکہ اسلام آباد، لاہور، کراچی میں بھی استعمال کر سکے گا، اس سے زیادہ آپ بتائیں کونسی گورنمنٹ جو ہے وہ اپنے Citizens کا خیال رکھ سکتی ہے۔ ہاں جی ان کو بھی ملے گی، درانی صاحب کو بھی ملے گی، بابک صاحب کو بھی ملے گی، میاں نثار گل صاحب کو بھی ملے گی، NA-20 کو Already مل چکی ہے، ان کا فیڈرل پیکج ہے، اس پیکج کو بھی ہم 10 لاکھ تک بڑھائیں گے۔ ہر انسان کو، اس کی پارٹی، اس کا عمر، اس کا جنس جو بھی ہو، پرائیویٹ، سرکاری ملازم، بچے، بزرگ سب کو ملے گی اور اس میں ان شاء اللہ چیف منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم اگلے Step کے مطابق اس میں ہم Liver transplants کو جو ہے وہ ڈالیں گے۔ سپیکر صاحب، جو کرپٹ گورنمنٹس ہوتی ہیں نا جی وہ یہ اقدامات نہیں کرتیں، رائٹ، ہماری Commitment ہے ہم اس سے بھی آگے جائیں گے، اس سے بھی زیادہ محنت کریں گے اور اسی لئے یہ Desperation میں یہ ایسی باتیں کرتے ہیں کیونکہ یہ اب کیا کہیں گے، اپنے ووٹر کو کیا کہیں گے؟ وہ پہلے کہتے تھے کہ جی آپ نے اپنے ووٹر کو دیا اور ان کو نہیں دیا، ان کے ہر ایک ووٹر کو دیا ہے۔ پہلے Cycle میں چترال تھا، پشاور نہیں تھا، شانگلہ نہیں تھا، صوابی نہیں تھا، چارسدہ نہیں تھا، ہری پور نہیں تھا، یہ سارے آپ کے پاس منسٹرز بیٹھے ہیں۔ بس میں اتنا ہی جو ہے وہ کہوں گا، جواب بھی دے دیا اور آگے بھی دوں گا۔

جناب سپیکر: بہر کیف میں آپ کو ایک بات کی مبارکباد پیش کرتا ہوں وہ یہ ہیلتھ انشورنس پلس آپ نے سکیم شروع کی ہے یہ آپ کا اور وزیر اعلیٰ کا بہت کارنامہ ہے اور پورے صوبے کے لئے بلاتفریق ہے And

for everybody۔ درانی صاحب! اب یہ جو آپ والا ایشو ہے، یہ رپورٹ جو ہے یہ آپ کو نہیں لانی چاہیئے تھی۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! میرے پاس ثبوت ہیں، یہ ایک لسٹ ہے میرے پاس۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو، دیکھیں یہ ایک Secret document ہے جب تک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ، پھر ہمارے پاس آئے گی، ہم ادھر Lay کریں گے، پھر جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہے، اس میں عنایت خان بیٹھے ہوئے ہیں، کنڈی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم ہر رپورٹ کا اچھا خاصا اس کا آپریشن کرتے ہیں۔ پھر وہ رپورٹ آپ کے سامنے ہم لے آئیں گے کہ انہوں نے، ان کے ڈیپارٹمنٹ نے کرپشن کی ہے یا نہیں کی ہے؟

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! آپ مجھے یہ بتا دیں کہ آخر وہ کس طرح کا آڈٹ ہوگا کہ جب ایک حکومت چلی جائے اور وہاں پر اپوزیشن اس کا کریں گے۔ ابھی پرویز خٹک صاحب والا آپ کر رہے ہیں، اس گورنمنٹ والا آپ کر رہے ہیں اور باقی صوبوں میں اپوزیشن لیڈر ہوتا ہے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین، سب صوبوں میں۔ ایک آپ اپنے رولز پہ کھڑے ہیں کہ نہیں میں کروں گا۔ ابھی آپ کر سکتے ہیں؟ میں آج آپ کے آفس آ رہا ہوں اور میں آپ کو Proof دوں گا سارے کرپشن کے۔ آپ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی ابھی میٹنگ بلائیں، اسی اجلاس میں لیکن آپ پھر اس طرح کریں جس طرح سندھ میں ہے، جس طرح پنجاب میں ہے، جس طرح قومی اسمبلی میں ہے، جس طرح بلوچستان میں ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین اپوزیشن لیڈر ہوتا ہے۔ یہ اس صوبے میں بدقسمتی یہ ہے اب آپ۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو آپ نے اپنے دور میں یہ کیوں نہیں کیا، اپنے دور میں کیوں نہیں کیا؟ ہم نے پونے پانچ ارب روپے کی ریکوری کی ہے پونے پانچ ارب روپے کی اور پی ٹی آئی کی حکومت کو بھی نہیں بخشتے ہم۔

قائد حزب اختلاف: ایک اور، ایک اور گلہ کر رہا ہوں بڑے ادب کے ساتھ، ایک منٹ، ایک منٹ، سلطان صاحب، سلطان صاحب، آپ کو ان شاء اللہ اور آپ ان شاء اللہ تھوڑا سا انتظار کریں میں آپ کو بتا دوں۔۔۔۔

جناب سپیکر: پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں، یہ کنڈی صاحب سے پوچھ لیں آپ عنایت اللہ صاحب سے پوچھ لیں۔

قائد حزب اختلاف: شاباش تو آپ نے مجھے دینی تھی کہ میں نے کرپشن آپ کو بتائی ہے، آپ اس کو دے رہے ہیں۔ یہ الٹی بات ہے کہ شاباش آپ وزیر کو دے رہے ہیں اور کرپشن میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ آپ اپنے اپوزیشن لیڈر کو شاباش نہیں دے رہے ہیں یہ بھی طرف داری ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں میں تو اس کی بات کر رہا ہوں، وہ ہیلتھ انشورنس پلس کی کہ غریب لوگوں کا بہت بڑا کام ہو جائے گا۔

قائد حزب اختلاف: آپ کی زیادہ آنکھ جو ہے اس طرف ہے، آپ تھوڑی سی یہ بائیں آنکھ سے ہماری طرف بھی دیکھا کرو نا؟

جناب سپیکر: نہیں نہیں نہیں۔ میں نے تو سب سے زیادہ آپ کو ٹائم دیا ہے، سب سے زیادہ آپ کو ٹائم دے رہا ہوں۔ میں زیادہ آپ کو ٹائم دے رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف: آپ اس طرح کریں کہ جمعہ کے بعد پھر مجھے ٹائم دے دیں اور پھر میں دوبارہ بات کر لوں گا۔ کیونکہ جمعہ کتنے بجے ہے؟ ڈیڑھ بجے ہے؟ تو ڈیڑھ بجے تک تو کافی وقت ہے جی۔ مجھے ٹائم دے دیں گے؟

جناب سپیکر: ابھی اور کوئی چیز رہ گئی ہے؟

قائد حزب اختلاف: ہاں بہت ہے۔ میں پندرہ نوٹس آپ کے سامنے لایا۔

جناب سپیکر: تو وہ آ گئے، دیکھیں یہ آپ اصولاً پیش ہی نہیں کر سکتے کہ یہ رپورٹ جو ہے ابھی اس کی Authenticacy نہیں ہے، اس کا جواب دے گا ان کا ڈیپارٹمنٹ اس کو، آڈٹ والوں کو، پھر جب اس پہ اتفاق ہو جائے گا، وہ ہمارے پاس آئے گی، اس کو ہم Lay کریں گے، ہم Lay کریں گے پھر ہو گا نا؟

قائد حزب اختلاف: میں، میں، مجھے یہ پتہ ہے۔ یہ مجھے سمجھنے کی کوشش نہ کریں، یہ نوٹس ہیں اور اس کے بعد پھر آڈٹ پیرے ہوں گے مجھے معلوم ہیں یہ باتیں لیکن میرے پاس جب Proof ہے اس آڈٹ کے، جو انہوں نے نوٹس میں لکھا ہے اور اس کی میں آپ کو Proof دے رہا ہوں۔ میں نے آپ کو کہا، آپ اتنا تو کر لیں نا؟

جناب سپیکر: دیکھیں یہ نہ گورنر کو Putup ہوئی ہے نہ ہمارے پاس آئی ہے۔

قائد حزب اختلاف: یہ شوکت خانم کے جو لوگ آئے تھے، اس پہ ایک کروڑ 50 لاکھ روپے کا جو امارات ہوٹل میں جو خرچہ ہوا ہے، یہ کس طرح کی بات ہے؟ شوکت خانم کے لوگ تو اپنے ہیں ٹھیک ہیں لیکن اگر

وہ پشاور میں آتے ہیں اور صوبائی گورنمنٹ اس کی مہمان نوازی پہ امارات ہوٹل میں ڈیڑھ کروڑ روپے لگاتے ہیں، یہ جی کیا ہے ؟الزام نہیں ہے یہ، یہ اس رپورٹ میں ہے، یہ-----

جناب سپیکر: یہ Report authenticated نہیں ہے نا؟

قائد حزب اختلاف: Authenticated، یہ آڈٹ والوں پہ آپ کو اعتراض ہے سپیکر صاحب! ہم تو، ہم تو۔ سپیکر صاحب! میں تو-----

جناب سپیکر: آڈٹ پہ اعتراض یہ ہے کہ یہ ان کا ابھی Secret document ہے، یہ جائے گا ہیلتھ میں، ہیلتھ والے، دیکھیں آڈٹ کا طریقہ کار کیا ہے، یہ انہوں نے پوائنٹس نکال لئے ہیں آڈٹ والوں نے، یہ جواب دیں گے، اس کے بعد رپورٹ تیار ہو گی، وہ گورنر کو جائے گی، پھر ہمارے پاس آئے گی۔ آج ہم دو رپورٹیں Lay کر رہے ہیں، اس کے بعد اس پہ بات ہو سکتی ہے۔

قائد حزب اختلاف: یہ، میں نے پہلے سے آپ کو بتا دیا، ابھی اس طرح باتیں ہیں کہ اشتہار نہیں دیا گیا ہے، من پسند لوگوں کو ٹھیکے دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اب تھوڑا ایجنڈے پہ آجاتے ہیں تھوڑا ایجنڈے پہ آجاتے ہیں۔ تھوڑا ایجنڈے پہ آجاتے ہیں ایک دو پوائنٹس پہ۔

ہنگامی مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا کوڈ آف سول پروسیجرز مجریہ 2020 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

Mr. Speaker: Item No. 8: Minister for Law, to please lay the Khyber Pakhtunkhwa, Code of Civil Procedures (Amendment) Ordinance, 2020, in the House. Law Minister.

سلطان محمد خان (وزیر قانون): سر! میں ایجنڈے کے اوپر سر، پلیز اگر آپ بتائیں آئٹم نمبر 8۔

Mr. Speaker: Minister for Law, to please lay the Khybar Pakhtunkhwa, Code of Civil Procedures (Amendment) Ordinance, 2020, in the House.

وزیر قانون: سر! میں Lay کر رہا ہوں جی۔ میں دو منٹ سے زیادہ نہیں لیتا ہوں جی۔ میں یہ صرف، یہ پوائنٹ ضرور ہاؤس کے ریکارڈ پر آنا چاہیئے۔ ایک تو سر! آپ سپیکر ہیں Very respectfully Sir for the whole of the House جس طرح آپ اپوزیشن کے سپیکر ہیں اسی طرح گورنمنٹ کے بھی آپ سپیکر ہیں تو یہ اگر ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں جی۔ گورنمنٹ نے بھی اپنا Stance دینا ہوتا ہے، ہم نے

بھی اپنی بات کرنی ہوتی ہے کیونکہ یہ اس کے بغیر اگر جواب ہمارا نہیں آئے گا، ٹائم ہمیں وہ نہیں ملے گا تو میرے خیال میں جی اس ہاؤس کی Proceedings کا وہ پھر، وزن پھر نہیں رہ جائے گا جی۔ دوسرا سر! میرا، میری یہ گزارش۔۔۔۔۔

(شور)

<u>وزیر قانون</u>: اب یہ دیکھ لیں سر، اب یہ دیکھ لیں جی، سر! میں، سر! دوسرا،۔۔۔۔۔

(شور)

<u>وزیر قانون</u>: سر! دوسرا، دوسری بات یہ ہے سر! دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ رولز، اگر کال اٹینشن، اگر کال اٹینشن نوٹس کے اوپر تین گھنٹے بات ہو گی تو میرے خیال میں پھر رولز کو ختم ہونا چاہیئے جی۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی منسٹر صاحب۔

<u>وزیر قانون</u>: سر! اتنی برداشت ہونی چاہیئے بلکہ مجھے تو بہت زیادہ افسوس اس لئے ہوا ہے کہ درانی صاحب تو ہم سب میں سے بزرگ بھی ہیں، سب سے زیادہ ذمہ دار بھی ہیں، سب سے زیادہ تجربہ کار بھی ہیں اور آج انہوں نے ایک ایسا کام کیا ہے کہ بغیر تصدیق کے ایک Fake report اٹھا کے آج پڑھ دی ہے اور ان ڈاکٹروں اور ہیلتھ ورکرز کے ساتھ وہ زیادتی کی ہے کہ جو محنت کر رہے ہیں، جو کورونا کا شکار ہو رہے ہیں، جو فرنٹ لائن کے اوپر شہید ہو رہے ہیں اور انہوں نے ایک Fake report اٹھا کر، جو ابھی آئی بھی نہیں ہے اس کے اوپر انہوں نے بات کی ہے۔ Sir! I beg to lay the Khybar Pakhtunkhwa, Code of Civil Procedures (Amendment) Ordinance, 2020, in the House.

<u>Mr. Speaker</u>: It stands laid.

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا سکول بیگز (ہلکا بستہ) مجریہ 2020 کا متعارف کرایا جانا

<u>Mr. Speaker</u>: Minister for Law, to please introduce The Khybar Pakhtunkhwa, School Bags (Limitation of Weight) Bill, 2020, in the House. Minister for Education Shahram Khan.

<u>Mr. Shahram Khan (Minister for Elementary and Secondary Education)</u>: Thank you Speaker Sahib, I beg to introduce the Khybar Pakhtunkhwa, School Bags (Limitation of Weight) Bill, 2020, in the House.

<u>Mr. Speaker</u>: It stands laid.

<u>Minister for Elementary and Secondary Education</u>: Thank you.

Mr. Speaker: Minister for Finance, to please lay The Auditor General of Pakistan Reports on Account of Government of Khybar Pakhtunkhwa, for the year 2014 to 2019, in the House.

وزیر قانون: سر! مسٹر سپیکر، سر! آنریبل منسٹر صاحب Lay کریں گے۔ ایک بات مجھ سے بڑی Important رہ گئی جو اس ہاؤس کی کارروائی کو خدانخواستہ متاثر کر سکتی ہے۔ سر! یہاں پر جو سیکرٹریٹ کا سٹاف ہے، ان کا کام سیاست میں بھی نہیں ہے، وہ کسی کی پارٹی سے بھی ان کا تعلق نہیں ہے لیکن اگر یہاں سے، ابھی لیڈر آف دی اپوزیشن نے Threatening manner میں جب ان کی طرف اشارہ کیا، یا کوئی، میں اگر کہوں گا کوئی اور ممبر کہے گا، اگر وہ اپنی سیٹ سے اٹھ نہیں سکیں گے، آپ کو Assist نہیں کر پائیں گے، اپنا کام نہیں کر سکیں گے تو جناب سپیکر، یہ بہت بڑی زیادتی ہے کہ وہ اس ڈر میں بیٹھے ہوں کہ ہم کوئی رولز کی بات کریں گے، کوئی آپ کو Assist کریں گے تو یہاں سے یہ الزام آئے گا کہ آپ جو ہیں حکومت کا کام کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں جی پھر یہ ہاؤس، اگر ہمیں موقع نہیں ملے گا، سیکرٹریٹ کا موقع آپ کو Assist کرنے کا نہیں ملے گا اور اس طرح کے Threats وہاں سے آئیں گے۔ میرے خیال میں یہ بڑا نامناسب ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں منسٹر صاحب ان Threats کو میں روک سکتا ہوں اور ہم نے پہلے بھی روکا اور ماحول خراب ہو گیا۔ میری یہ کوشش ہے کہ ماحول خراب نہ ہو ورنہ یہ جتنی چیز انہوں نے پڑھی ہے یہ بالکل قواعد کے خلاف پڑھی ہے اور یہ ان کا حق نہیں بنتا کہ ایک چیز ہے، ابھی تک اس کی Authenticacy ہی At question ہے۔ وہ آڈٹ نے ایک چیز لکھی ہے، وہ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بیٹھے گا، ڈیپارٹمنٹ جواب دے گا، پھر اس کے بعد، وہ آپس میں جو بھی فائنل ہو گا، رپورٹ تیار ہو گی، وہ گورنر کے تھرو ہمارے پاس آئے گی اور یہاں پہ Lay ہو گی اور پھر پی اے سی اس کو Examine کرتی ہے اور یہ میں آن ریکارڈ یہ کہنا چاہتا ہوں۔ ہمارے اپوزیشن کے ممبران یہاں پہ پی اے سی کے بیٹھے ہوئے ہیں، ہم نہ پی ٹی آئی کی حکومت کو بخشتے ہیں اور نہ کسی اور حکومت کو بخشتے ہیں، جہاں بھی ہم کرپشن پکڑتے ہیں ہم بالکل اس کو سامنے لاتے ہیں اور ریکوری ڈالتے ہیں۔ ہم نے پی ٹی آئی کے دور کے بھی کئی کیسز ہیں ہمارے سامنے۔ بیوروکریسی، افسران کہیں بھی کر سکتے ہیں یہ چیزیں۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ وہ حکومت بدنام ہو گئی ہے، وہ ڈیپارٹمنٹ بدنام ضرور ہوتا ہے؟ So ہم وہ کریں گے اور اگر Health کے اوپر آئی چیزیں تو ہم بالکل ہی معاف نہیں کریں گے، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لیکن اتنا زیادہ آنریبل درانی صاحب نے

ٹائم لیا جو مناسب آج جمعہ کے دن نہیں تھا کیونکہ ان کے پاس جو ڈاکیومنٹ ہے، اس کی حیثیت ہی کوئی نہیں ہے ابھی تک تو ویسے Anyhow، Minister for Finance, ji please۔

<u>وزیر خزانہ وصحت</u>: جناب سپیکر! میری ایک ریکویسٹ ہو گی کیونکہ یہ اتنا سیریس معاملہ ہے دیکھیں کرپشن بڑا سیریس معاملہ ہوتا ہے اور اس طرح کے جو In process documents یعنی ان کو آپ فی الحال Fake documents سمجھیں کیونکہ یہ Authenticated تو نہیں ہے To present it as final conclusion۔ سپیکر صاحب! میری تو ریکویسٹ ہو گی کہ اس پہ ایک انکوائری آرڈر کریں کہ یہ ڈاکیومنٹ جو In process ہے کیونکہ سوال اٹھانے کا حق آڈٹ والوں کا ہے جواب دینے والے کا حق آڈٹ والے اگر سوال اٹھائیں گے تو ان کو صحیح غلط کا پتہ چلے گا۔ اس میں بہت سے سوالوں کا جواب نہیں بھی ہو گا۔ ڈیپارٹمنٹ کو جواب دینا ہے جب ایسے ٹائم پہ Report maliciously leak ہو جائے تو وہ تو لوگوں کی Reputation کو اور یہاں پر انسان، سپیکر صاحب، اس پہ تو آپ کوئی انکوائری آرڈر کر دیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: بالکل غلط ہے، کوئی بات جب Satisfy نہ کر سکیں آڈٹ کا تو پیرا بنتا ہے جب Department satisfy کر دیتا ہے آڈٹ کو پھر پیرا نہیں بنتا اور ہمارے پاس کئی پیرے ایسے آئے ہیں کہ جو آڈٹ کی غلطی تھی اور ہم نے آڈٹ والوں کی بھی یہاں سرزنش کی کہ آپ غلط پیرے کیوں بنا کے ہمارا ٹائم ضائع کرتے ہو اور وہ مانتے ہیں کہ ہاں جی غلطی ہو گئی ہے Anyhow منسٹر صاحب! آپ اپنا پیش کرے نا، آڈیٹر جنرل کی Report lay کریں۔

خیبر پختونخوا کے حسابات سے متعلق آڈیٹر جنرل کی رپورٹیں برائے سال 2014 تا 2019 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

<u>Minister for Finance:</u> Mr. Speaker I wish to lay the following Auditor General of Pakistan report on accounts of government of Khyber Pakhtunkhwa for the years 2014 to 2019 in the House.

<u>Mr. Speaker</u>: It stands laid.

خیبر پختونخوا کے حسابات سے متعلق آڈیٹر جنرل کی رپورٹیں برائے سال 2014 تا 2019 کا پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جانا

<u>Mr. Speaker</u>: The Minister for Finance, to please move that the Auditor General of Pakistan Reports on Account of Government of

Khyber Pakhtunkhwa, for the year 2014 to 2019, may be referred to the Public Accounts Committee, honorable Minister.

Minister for Finance: Mr. Speaker, I wish to lay the respective reports before the Public Accounts Committee.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Auditor General of Pakistan Reports on Accounts of Government of Khyber Pakhtunkhwa, for the year 2014 to 2019, may be referred to the Public Accounts Committee? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ those against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The reports are referred to the Committee.

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا متبادل حل تنازعات مجریہ 2020 کا متعارف کرایا جانا

Mr. Speaker: Minister for Law, to please introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Alternate Dispute Resolution Bill, 2020 in the House.

وزیر قانون: سر! ایک بات رہ گئی تھی وہ میں آپ سے اجازت مانگ کر میں کہہ دوں مجھے بہت زیادہ حیرانگی یہ ہوئی کہ وہاں سے درانی صاحب نے کہا کہ پبلک اکاؤنٹس (مداخلت) سنیں سر، ان کو چھوڑ دیں جی ابھی ہماری باری ہے جی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ تو بلوچستان میں اس طرح ہوتا ہے اور پنجاب میں اس طرح ہوتا ہے۔۔۔۔

(اپوزیشن اراکین کی طرف سے شور)

جناب سپیکر: فلور ان کے پاس ہے، جی منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: تو کیا آپ اپنی حکومت میں سوئے ہوئے تھے، کیا آپ سو رہے تھے؟

(شور)

جناب سپیکر: اب فلور ان کے پاس ہے یہ کیا آپ کہہ رہے ہیں۔ جی۔

وزیر قانون: اپنی حکومت میں، جب یہ دارنی صاحب وزیر اعلیٰ تھے تو یہ سو رہے تھے یہ نیند، یہ بستر پر سو رہے تھے یہ کوئی اور کاموں میں پھر مصروف تھے اس وقت، اس وقت یہ کر دیتے پبلک اکاؤنٹس میں، اے این پی نے حکومت کی آپ کر دیتے۔۔۔۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیںThis is very unhealthy practiceجب کسی کے پاس فلور ہو تو پھر اس میں کوئی نہیں بولنا چاہیئے۔

وزیر قانون: ابھی آپ جاگ گئے ہیں اور یہ مسلم لیگ (ن) یہ آپ سو رہے تھے اپنی حکومت میں اور آپ بھی سو رہے تھے آپ دوسرے کاموں میں مصروف تھے نا بہت زیادہ زبردست کام آپ کر رہے تھے۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: دیکھیں انہوں نے آپ کی ساری باتیں سنی ہیں آپ ماحول خراب نہ کریں، آپ تشریف رکھیں، بی بی تشریف رکھیں مہربانی کر کے مہربانی کریں، مہربانی کریں۔

(شور)

وزیر قانون: وہ جو Percentage والے مسئلے ہیں اس میں آپ مصروف تھے، ایزی لوڈ والے مسئلوں میں یہ مصرف تھے سر! اس وقت۔

(شور)

جناب سپیکر: آپ سینیئر آدمی ہیں مہربانی کریں بعد میں ٹائم دیتا ہوں۔ (میاں نثار گل کو مخاطب کرتے ہوئے)۔

(شور)

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

Minister for Law: Sir I beg to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Alternate Dispute Resolution, Bill, 2020 in the House.

(Pandemonium)

وزیر قانون: جب حکومت میں ہوتے ہیں پھر اس وقت جاگ کر یہ اور کام چھوڑیں یہ پبلک اکاؤنٹس والا کام آپ کر لیتے۔

Mr. Speaker: The Bill stands introduced. The sitting is adjourned till 02:00 pm Monday the 7th of December.

(اجلاس بروز سوموار مورخہ 07 دسمبر 2020ء دوپہر دو بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)